Regd No P 6

جلد ۱۰ | ۲۳ تبلیغ ۱۳۴۰ ہش ۷ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ ۲۳ فروری ۱۹۶۱ء | نمبر ۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ فروری (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے اس مبارک مہینہ میں خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۵ فروری آج پونے دو بجے سے پونے چار بجے بوقت دوپہر سورج گرہن ہوا اس موقعہ پر سنت نبوی کے مطابق مسجد اقصیٰ میں نماز کسوف ادا کی گئی اور بعد میں صدقہ دینے کا اہتمام کیا گیا۔

قادیان ۱۲ فروری۔ مقامی طور پر ۱۸ فروری کو رمضان المبارک کا آغاز ہوا۔ بہود مرکز یہ مساجد مبارک و اقصیٰ میں بوقت تہجد اور بعد نماز عشاء نماز تراویح مکرم حافظ الدین صاحب پڑھا رہے ہیں اور نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب درس القرآن دے رہے ہیں امید ہے کہ کل چھ سپارے ختم ہو جایا کریں گے

قادیان ۲۱ فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

قادیان میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ایمان افزوز تقاریر

(مرسلہ مکرم بھائی الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان):

قادیان ۲۰ فروری۔ آج ٹھیک نو بجے صبح مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پورے اہتمام کے ساتھ منائی گئی۔ جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز روشنی ڈالی گئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں تقریب کی غرض و غایت واضح کی۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اسلام پر ہر طرف سے یورشیں ہو رہی تھیں۔ جس کے مقابلہ میں حضور ہر طرح سے سینہ سپر رہے۔ چنانچہ حضور نے اسلام کی صداقت کے لئے نشان نمائی کا اشتہار دیا۔ قادیان کے کچھ غیر مسلموں نے حسب اعلان ایک سال کے اندر اندر نشان نمائی کی درخواست کی۔ اس غرض میں حضور علیہ السلام الہی اشارہ کے ماتحت ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اور چالیس روز کی چلہ کشی کے دوران بارگاہ الٰہی میں اسلام کی صداقت کے لئے نشان دیئے جانے کے لئے گڑگڑائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مصلح موعود دیئے جانے کی بشارت عطا فرمائی۔ جسے حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی صورت میں شائع فرمایا۔ اس اہم پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے آج کی تقریب منائی جا رہی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے صاحب صدر نے اس کو فرقان قرار دیا۔ اس لئے کہ اس عظیم الشان نشان آسمانی کے ذریعہ ہی واضح طور پر حق اور باطل میں فرق ظاہر کر دیا گیا۔

اس کے بعد مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "محمود کی آمین" میں سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور اس کے متن" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مسیح موعود اور مہدیٔ معہود بنا کر مامور فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپ نے دعویٰ فرمایا تو گویا اپنے اور بیگانے سب آپ کے دشمن ہو گئے۔ مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی اُٹھ کھڑا ہوا۔ مختلف طریقوں سے آپ کو ناکام کرنے کی کوشش پورے زور سے شروع ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہتے ہوئے اسلام کی صداقت اور تائید کے لئے نشان عطا کئے جانے کی درخواست کی۔ اور الٰہی اشارہ کے ماتحت حضور ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اور وہاں چالیس روز کی تضرعات کے نتیجہ میں جو نشان اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا۔ اسے حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے اُن وعدوں کا الہامی عبارت میں پوری تفصیل سے ذکر تھا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس عظیم الشان پیشگوئی کے الفاظ پر نظر ڈالنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس قدر تڑپ تھی اشاعت اسلام کے لئے اور کس قدر عشق اور محبت تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید سے۔ گویا یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلی جذبات اور امنگوں کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ محترم مقرر نے اولاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین رض کے ساتھ حضور کی شادی کے سامان فرمائے۔ اور پھر آپ کو مبشر اولاد عطا فرمائی جس میں مصلح موعود کی عظیم شخصیت بھی شامل ہے۔ مقرر محترم نے پیشگوئی کا اصل متن سناتے ہوئے اس امر کو واضح فرمایا کہ پیشگوئی کے پہلے حصہ میں جن مقاصد کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ دوسرے حصہ میں انہی کے مقابل پر مصلح موعود کے وجود میں پائی جانے والی خاص علامات کا ذکر ہے۔ اور یہ جملہ علامات بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ میں بوجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

الغرض اس طرح پر اصل حوالوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اصل عبارتوں کو سنا کر محترم صاحبزادہ صاحب نے متعلقہ حصہ کو خوب واضح کیا۔

"مصلح موعود کے ذریعہ لوگوں پر کلام اللہ کا مرتبہ کس طرح ظاہر ہوا"

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے مندرجہ بالا موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں سے پہلی بعثت کے وقت تکمیل شریعت اور دوسری بعثت میں تکمیل اشاعت مقدر تھی۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بعثتیں ایک دوسری کے ساتھ تام مطابقت رکھتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغ ما انزل الیک من ربک کے ارشاد الٰہی کے ماتحت لوگوں تک کلام الٰہی کو نہایت عمدگی سے پہنچایا۔ حضور کی بعثت ثانیہ کے وقت آپ کے ظل کامل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تکمیل اشاعت کی خدمت کے سلسلہ میں سب سے پہلے جو کتاب تصنیف فرمائی یعنی براہین احمدیہ اس میں قرآن پاک کی خوبیوں اور دلائل صداقت تحریر کرتے ہوئے غیر مذاہب کو اس قسم کے دلائل کا ربع یا خمس پیش کرنے والے کے لئے بھی دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع فرمایا۔ مگر کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ جس طرح قرآن پاک کے متعلق تحدی پائی جاتی ہے کہ کوئی شخص بھی اس کی نظیر پیش کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے زمانہ میں کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے والے مصلح موعود کے متعلق بھی مخالفین اور منکرین کو مخاطب کرتے ہوئے اس قسم کے نشانِ رحمت پیش کرنے کا چیلنج دیا۔ اور ایسا نہ کر سکنے کی صورت میں نافرمانوں کو جلا دینے والی آگ سے ڈرایا گیا ہے۔ مصلح موعود کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فاضل مقرر نے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں ہونے والے تراجم (باقی ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۶۱ء

کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اخبار پرتاپ جالندھر کے شودراتری نمبر میں ایک مضمون میں ہندوستان سے ذات پات کو ختم کرنے پر زور دیتے ہوئے پہلے تو اس کے نقصانات کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے:۔

"آج دیش کی مصیبت اسکے بٹوارہ اسکے انتشار پسندانہ رجحانات اور جمہوریت کی ناکامی کی بنیادی وجہ جاتی بھید بھاؤ ہے۔ اس کے کارن ہم کروڑوں اپنوں کو پرایا بنا چکے ہیں اور اب تک بنا رہے ہیں۔ اسکے کارن ہم ایک بھی پرائے کو اپنا نہیں بنا پائے۔ اس کے کارن ہندوؤں کی اچھوت جاتیاں مسلمان اور عیسائی بننے پر مجبور رہی ہیں ــــ باہر سے آئے ہوئے مسلمان ترکوں اور مغلوں نے ہندوؤں اور ہندوستان کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا کہ سورن ہندوؤں کی ساماجک نفرت سے دکھی ہو کر مسلمان بننے والے ہمارے اپنے ہی بھائیوں نے پہنچایا ہے ان اچھوت اور شودر جاتیوں کی تبدیلی مذہب پر عیسائیوں اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے سے کچھ لابھ نہیں۔ اس کا علاج خود ہندو سماج میں سے جاتی بھید کو مٹانے کے سوا اور دوسرا نہیں اگر جات پات کو ختم نہیں کیا جائے گا تو یہ جات پات سارے راشٹر کو ختم کر دے گی۔" (پرتاپ ۱۲/۲/۶۱)

اس کے بعد اسلام کی اس عظیم فوقیت اور برتری کا ان الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے:۔

"سنسار میں دیگ دھرم پھیلا ہے اور پھیل سکتا ہے جو دین دکھیوں کو گلے لگاتا ہے۔ اسلام اس لئے نہیں پھیلا کہ مسلمان محمدؐ کا گن گاتے ہیں اس کے پھیلنے کا سب سے بڑا کارن مسلمانوں کی برابری اور آپس کا بھائی چارہ ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز"

(پرتاپ ۱۲/۲/۶۱)

اسلامی مساوات کی تعلیم کے متعلق پرتاپ کے مضمون نگار کا یہ پہلا اعتراف نہیں بلکہ یہ برتری تو ایسی ہے جس کے متعلق دنیا کا معقول پسند طبقہ معترف ہے بیشک اسلام کی یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ اس نے دنیا سے ہر قسم کے ملکی، نسلی اور طبقاتی امتیاز کو ختم کرنے کا جھنڈا بلند کیا اور گذشتہ چودہ صدیاں اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ جس طور پر اسلام کو اعلیٰ کامیابی نصیب ہوئی کوئی مذہب بھی تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام سے قبل جس قدر مذاہب آئے وہ اپنی بنیاد اور اصول کے لحاظ سے کسی خاص حصہ ملک اور ایک خاص وقت کے لئے تھے۔ اور ان کی تعلیمات میں اس زمانہ کی پیش آمدہ ضروریات کو مدنظر رکھا گیا تھا۔ جوں جوں دنیا اپنے ارتقائی منازل طے کرتی چلی گئی دنیا کی ضروریات بڑھتی چلی گئیں۔ اور جب وہ وقت آیا کہ دنیا میں رسل و رسائل اور حمل و نقل کی سہولیات پیدا ہوئیں۔ دنیا کے ایک حصہ کے لوگوں کے لئے دوسرے حصہ کے لوگوں کے پاس پہنچنا آسان ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی تعلیم نازل فرمائی جو ساری دنیا کیلئے یکساں رشد و ہدایت کے سامان رکھتی ہے۔ اور اس میں کسی علاقائی یا نسلی یا طبقاتی امتیاز کی گنجائش نہیں۔ آج جبکہ دنیا نے محیر العقول سائنسی ترقی حاصل کر لی ہے اور ساری دنیا ایک شہر کی مانند ہو گئی تو اس عالمگیر تعلیم کی افادیت اور ضرورت کے مواقع زیادہ روشن ہو کر سامنے آ گئے۔ علم کی وسعت اور نشر و اشاعت کے سامانوں کی فراوانی کے سبب اس بات کا موازنہ زیادہ آسان ہو گیا کہ وہ کونسی تعلیم ہے جو عصر حاضر کے تقاضوں کو زیادہ عمدگی سے پورا کرتی ہے۔

ادھر مادہ پرست دنیا اپنے وسیع تر مادی اسباب کو کام میں لانے کے باوجود کسی جگہ حقیقی سکھ چین اور اطمینان نہ پاکر اب روحانیت کی طرف توجہ کر رہی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اس کا گوہر مقصود مذہبی دنیا میں اگر کہیں اسے ملے گا تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہی سے وابستہ ہوتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ آج سے چودہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ

"رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِینَ کَفَرُوا لَوْ کَانُوا مُسْلِمِینَ" یعنی بارہا ایسا ہوگا کہ اسلام کی خوبیوں کو دیکھ کر منکر لوگ بھی اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!!"

اس آیہ کریمہ میں جہاں اس زمانہ کے منکرین صداقت کی طرف سے اسلام کی بےنظیر تعلیمات سے مرعوب ہو کر اس قسم کے خیالات کے اظہار کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وہاں یہ چیز صداقت قرآن اور افضلیت اسلام پر وہ زندہ نشان ہے جو ہر زمانہ میں پورا ہو رہا ہے چنانچہ یہی عبارت جو ہم نے اوپر نقل کی ہے وہ ایک آریہ سماجی مضمون نگار کی ہے جس میں اسلام کی صرف ایک ہی خوبی کا ذکر ہے۔ لیکن اگر ایک شخص ہر قسم کے تعصب کو چھوڑ کر معقول رنگ میں مذہب اسلام کی جانچ کرے تو بلاشبہ اُسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس پُر حقیقت کلام کے ساتھ پورا پورا اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ ؎

کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

محمدی نام اور محمدی کام

پرتاپ کے مضمون نگار نے یہ جو کہا کہ

"اسلام اس لئے نہیں پھیلا کہ مسلمان محمدؐ کا گن گاتے ہیں اس کے پھیلنے کا سب سے بڑا کارن مسلمانوں کی برابری اور آپس کا بھائی چارہ ہے"۔

جہاں تک عبارت کے پہلے حصے کا تعلق ہے جس کی نفی کی گئی ہے۔ قطع نظر اس غرض کے جس کے پیش نظر مضمون نگار نے اس کی نفی کی ہے حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اگر اپنے محبوب آقا اور رہنما کے گن گانے اور اُن سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں تو محض کسی خوش عقیدگی یا خوش فہمی کی بنا پر نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ وہ مبارک وجود فی الواقعہ ان تمام خوبیوں اور کمالات کا مالک تھا۔ اور اس بات میں ذرہ بھی کوئی مبالغہ نہیں کہ وہ جاہ و جلال کا نبی (فداہ نفسی و روحی) جس طرح اپنے نام کے لحاظ سے محمدؐ تھا اپنے کام اور گن کے لحاظ سے بھی محمد (یعنی حد درجہ تعریف کیا ہوا) تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ کے کوتاہ نظر نکتہ چینوں کو وہ نور نظر نہ آیا مگر آپؐ کی پاک صحبت آپؐ کے انفاس قدسیہ کی برکت سے پہلے سرزمین عرب میں عظیم روحانی انقلاب آیا پھر دین نور اکناف عالم میں پھیل گیا۔ آپؐ کی ذاتی فیض رسانی کا ہی نمونہ ہے جو مسلمانوں کے اندر وہ خوبی پیدا ہوئی جس کا مضمون نگار کو بھی اقرار ہے۔ مقام غور ہے کہ یہ سب کچھ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گن نہیں تو اور کیا ہے! وہ عرب کے وحشی اور اکھڑ طبیعت کے گنوار تراش جو بات بات پر برسر پیکار ہو جاتے جو ادنیٰ ادنیٰ بات پر خون خرابہ کر گزرتے جن کے دلوں میں بغض اور کینہ مدت دراز تک چھپا چلا جاتا مختلف قبائل کی آپس کی لڑائی کا سلسلہ سالہا سال (باقی صفحہ ۹ پر)

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاق مال

از محترم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اس میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ اور روزہ کی فرضیت ویسی ہی ہے جیسے باقی ارکان اسلام کی ہے۔ البتہ جو مرد یا عورت بیمار ہوں یا واقعی معذور ہوں یا ضعفِ پیری یا کسی دوسری معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو شریعتِ اسلام نے فدیہ ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔

اصل میں فدیۃ الصیام تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان میں مہینہ بھر کھانا کھلا دیا جائے۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کی جگہ کھانے کی قیمت نقد ادا کر دی جاوے تاکہ مستحق غریب کو اس رقم سے کھانے کا انتظام کر دیا جا دے۔ سو میں ایسے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے جو دوست پسند فرمائیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جاوے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرما دیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائیگی اور دوسری طرف غرباء درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں اور توفیق رکھنے والوں کو سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق بہت زیادہ صدقہ و خیرات پر زور دینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت آتی ہے کہ میں نے رمضان شریف میں زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دیکھا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت سے

ایک رُوح پرور خطاب

جو حضور نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر فرمایا

آج سے ۶۳ سال قبل قادیان کی مقدس سرزمین میں جبکہ جلسہ سالانہ کے مبارک اجتماع میں شمولیت کے لئے دور دراز سے ہزار ہا مخلصین تشریف لائے ہوئے تھے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارض حرم سے خطاب فرماتے ہوئے جو اہم تقریر فرمائی تھی وہ آج پہلی مرتبہ قارئین بدر کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ یہ تقریر خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم سابق مدیر الفضل کی لکھی ہوئی ہے جو میرے پاس امانۃً محفوظ تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور کے تمام ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی از ربوہ

(قسط اوّل)

تشہد۔ تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

حمد الٰہی اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف تو ہمیشہ ہی واجب ہوتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں آج مجھ سے زیادہ اس بات کا کوئی مستحق نہیں کہ میں خدا تعالیٰ کی حمد کروں۔ بیماریاں آتی ہیں۔ اور ہر انسان کے ساتھ لگی ہوتی ہیں۔ لیکن ایسے وقت میں جبکہ تمام ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے افراد یہاں جمع تھے۔ اور ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ کے کلام کی اشاعت اور اس کے ذکر کی بلندی کا خاص موقعہ تھا مجھے اپنی بیماری نہایت تکلیف دہ چیز معلوم ہوتی تھی۔ پچھلے دنوں مجھے کچھ نیند کی بھی کمی رہی۔ یعنی بیماری کی وجہ سے نیند نہ آتی تھی۔ ان علیحدگی کی ساعتوں میں میں نے متواتر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اس موقعہ پر میں اس خدمت سے محروم نہ رہوں۔ جو ہر سال سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ادا کیا کرتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کا تصرف ہے۔ کہ عین اس شام کو کہ جس سے ہم جلسہ کو شروع سمجھتے ہیں۔ اور جب شام سے پہلی دفعہ نمازیں جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یکدم بیماری میں افاقہ کر دیا۔ اور آج میں اپنی خواہش کو پورا ہوتا دیکھتا ہوں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بیماری کی وجہ سے زیادہ دیر میرے لئے کھڑا ہونا مشکل ہے۔ اور سردی میں زیادہ دیر تک کھڑا رہنا مناسب نہیں۔ اس کے لئے ڈاکٹر بھی اجازت نہیں دیتے اگر میری جان سے متعلق ڈاکٹروں کا سوال ہوتا تو میں ان کے مشورہ کو رد کر دیتا۔ لیکن چونکہ میرا جسم بھی جو بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہے۔ انہی کی تائید کرتا ہے۔ اس لئے گو میں زیادہ دیر تک نہ بول سکوں پھر بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے اگر میں ایک گھنٹہ یا اس سے کم و بیش بول سکوں اور میں سمجھوں گا کہ اس خدمت میں حصہ لینے کا مجھے موقعہ مل گیا۔ جو سالانہ جلسے سے تعلق رکھتی ہے۔

ریل گاڑی کا اجراء یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس سال اس نے اور بھی زیادہ سہولتیں مہیا کر دی ہیں اور بغیر کسی امید اور پہلے خیال کے مہیا کر دی ہیں۔ جیسے کہانیوں میں آتا ہے۔ کہ کسی کو دبا ہوا خزانہ مل گیا تھا اسی طرح خدا تعالیٰ نے ریل کو جاری کر کے ہمارے لئے کیا ہے۔ ہم اس کی اس نعمت کے شکر گذار ہیں۔ اور اس کے اس انعام کی قدر کرنے کی توفیق چاہتے ہیں۔ ریل کی آمد سے یہ سہولت نہیں ہوئی کہ وہ دوست آرام سے قادیان پہنچ جایا کریں گے۔ کیونکہ عشق اور آرام کی طلب دونوں باتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ میں یہیں قادیان میں پیدا ہوا یہیں پرورش پائی اور یہیں بڑھا۔ اور ہزاروں دفعہ بٹالہ سے قادیان آنے والی کچی سڑک پر سے گذرا۔ مگر کبھی مجھے اس پر سفر کرتے ہوئے دھکے نہیں لگے۔ قادیان کی طرف رُخ کرتے ہی اس مقام کی محبت اور کشش اس طرح دل پر مستولی ہو جاتی۔ کہ مجھے یاد ہے بعض دفعہ یکہ سے اُتر کر دوڑ پڑتا تھا کہ جلدی قادیان پہنچ جاؤں۔ تو محبت کی موجودگی میں آرام کی طلب نہیں ہوا کرتی اس وقت جس حالت میں انسان ہوتا ہے وہی اسکے لئے پسندیدہ اور مرغوب ہوتی ہے۔ پس میں یہ تو نہیں سمجھتا کہ ریل کے آجانے کی وجہ سے جماعت کو آرام ہو گیا۔ کیونکہ سچ پوچھو تو وہ دھکے اس آرام سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ جو قادیان آتے ہوئے سڑک پر لگتے تھے۔ لیکن اور کئی باتیں ہیں اُن کے لحاظ سے میں ریل کا آنا ایک نعمت سمجھتا ہوں۔ مثلاً صحت والے لوگوں کے لئے تو وہ دھکے ہی پسندیدہ اور مرغوب تھے۔ لیکن سینکڑوں نہیں ہزاروں بوڑھے۔ کمزور اور بیمار جن کے لئے بٹالہ سے قادیان تک کا سفر یہاں آنے میں روک تھا۔ ان کی خدا تعالیٰ نے سُن لی ہے۔ اور اُن کے آنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اس پر ہم بھی خوش ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے بوڑھے کمزور اور ضعیف بھائیوں کی تڑپ اور خواہش کو پورا کرنے کے اسباب پیدا کر دیئے۔ چنانچہ اس سال بہت سے ایسے بوڑھے آئے ہیں۔ جن کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ اور اس سے زیادہ عمر کے بھی آئے ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے آنا پہلے کی نسبت آسان ہو گیا ہے۔

تحقیق حق کرنیوالوں کے لئے آسانی اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جو کہ سلسلہ احمدیہ کی طرف توکسی قدر مائل تھے۔ لیکن سلسلہ کی عظمت ابھی تک ان کے دلوں میں قائم نہ ہوئی تھی یہاں آنے سے اس لئے گریز کرتے تھے کہ رستہ کی کچی سڑک تھی جو ان کے لئے روک تھی۔ اب ان کے لئے بہت آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس طرح ریل تبلیغ کا بھی بہت بڑا ذریعہ بن گئی ہے وہ لوگ جن کے لئے راستہ کی تکلیف کی وجہ سے یہاں آنا ناممکن تھا۔ اب آسانی سے آسکیں گے۔ اور ان کے لئے سلسلہ کی تحقیق میں زیادہ آسانیاں بہم پہونچ گئی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک یہ بھی آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ کئی لوگ ایسے تھے جو یہاں آنے سے اس لئے ڈرتے تھے کہ لوگ قادیان جانے کی وجہ سے ملامت کرینگے فی الحال تو ریل آگے نہیں گئی یہاں تک ہی رُک گئی ہے۔ لیکن جب آگے بھی تیار ہو جائے گی۔ اور یہ رستہ کھُل جائے گا۔ تو ایسے لوگ امرتسر سے سوار ہو کر جالندھر کی طرف اس راستہ سے نکل جایا کرینگے۔ جبکہ ان کی غرض قادیان ٹھہر کر تحقیقات کرنا ہو گی۔ اور اس طرح دوسروں کے طعن و تشنیع سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔

ایک خطرہ غرض کئی قسم کی سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ پھر قادیان کی ترقی کے سامانوں میں سے بھی یہ ایک سامان ہے۔ لیکن ایک خطرہ بھی ہے۔ اور ہر نعمت اور برکت اپنے ساتھ خطرہ بھی رکھتی ہے۔ اس خطرہ کے آثار ابھی سے نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جہاں یہ سہولت احباب کو مل سکے گی۔ کہ جلدی آسکیں گے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ وہ جلدی جا بھی سکیں گے۔ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ کئی لوگ چاہتے تھے کہ جلد جائیں لیکن موٹروں وغیرہ کے نہ ملنے کی وجہ سے جا نہ سکتے تھے۔ اور یہاں ٹھہر جاتے تھے۔ اب جبکہ وہ یہ دیکھیں گے کہ اتنی لمبی ٹرین دن میں اتنی دفعہ روانہ

ہوتی ہے۔ تو وہ جلدی بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ یہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دوستوں نے تحریک کی ہے کہ ریل کے آجانے کی وجہ سے جلسہ کی تاریخیں بدل دی جائیں۔ اور ایسی تاریخیں رکھی جائیں۔ کہ ہفتہ۔ اتوار اور پیر کے دن جلسہ ہو۔ تاکہ جمعہ کو رعائتی واپسی ٹکٹ خرید کر لوگ آجائیں۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ لوگ لازماً جلد بھاگ جائیں۔

ناپسندیدہ خیال

یہ روح میرے نزدیک پسندیدہ روح نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو ایک دم اثر قبول کرلے۔ طبائع آہستگی سے اثر قبول کرتی ہیں۔ اگر طبائع یکدم اثر قبول کرلیتیں تو مرض کھانسی کی تکلیف ہونے پر اُسے کئی ڈرام افیم کھانسی کی دوائی دے دی جاتی تاکہ جلد کھانسی بند ہوجائے۔ لیکن ایسا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دوائی آہستگی سے دیتے ہیں۔ اسی طرح طاقت بھی یکدم نہیں پیدا ہوجاتی۔ اکٹھا ایک سیر گھی پی لینے والا آدمی بیمار ہوجائیگا۔ بجائے اس کے کہ اسے کچھ طاقت حاصل ہو۔ اس موقعہ پر میرے مخاطب ایسے لوگ نہیں۔ جو سیر سیر گھی پی جاتے ہوں۔ بلکہ عام آدمی کے متعلق کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ سیر گھی پی جائے۔ تو بیمار ہوجائیگا بلکہ آدھ سیر بلکہ پاؤ بھر اور میرے جیسا تو آدھ چھٹانک بھی پیئے گا تو تکلیف اُٹھائے گا۔ لیکن اگر ایک تولہ یا دو تولہ یا آدھ چھٹانک یا چھٹانک کھائے گا تو طاقت حاصل کرے گا۔ اسی طرح جہاں خدا کا نبی پیدا ہوا وہاں اس ہندو کے غسل کی طرح جو سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کی گڑوی پیچھے پھینک کر آپ آگے نکل جاتا تھا۔ آنا اور پھر چلے جانا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی مجبور ہو جلد واپس جانے پر۔ تو وہ معذور ہے لیکن اس لئے کہ جلد واپس جانے کا ذریعہ نکل آیا ہے۔ اس لئے جلدی چلے جانا چاہیئے پسندیدہ بات نہیں۔

پس میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ ریل کی برکت کا ناجائز استعمال نہ کریں۔ بلکہ اس کی صحیح طور پر قدر کریں۔ اگر کسی کو کوئی ضرورت جلد واپس جانے کے لئے مجبور کرتی ہو۔ تو خدا تعالےٰ نے اس کے لئے سامان کر دیا ہے۔ وہ اس سے فائدہ اٹھالے۔ اور دوسرے سمجھیں کہ ایسے موقعہ پر وہ بھی فائدہ اُٹھا سکیں گے لیکن جسے کوئی مجبوری نہ ہو۔ وہ جس قدر زیادہ یہاں ٹھہر سکے ٹھہرے۔ اور فائدہ اُٹھائے۔

مبایعین اور غیر مبایعین کا مقابلہ

اس کے بعد میں ایک رپورٹ کے متعلق کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ رپورٹ یہ ہے کہ ابھی ابھی ایک جلسہ لاہور میں ایسے لوگوں کا ہوا ہے جو ہمارے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔ مگر احمدی کہلاتے ہیں۔ مجھے ایک دوست نے جو ان کے جلسہ میں گئے تھے رپورٹ دی ہے کہ اس جلسہ میں مولوی محمد علی صاحب نے دوران تقریر میں اپنے گروہ کا ہماری جماعت سے مقابلہ کیا۔ اور وہ اس طرح کہ اُنہوں نے کہا ہمارا قریباً دو لاکھ سالانہ آمد کا بجٹ ہے۔ ہم نے دس ہزار روپیہ سے یہ کام شروع کیا تھا لیکن اس کے مقابلہ میں قادیانی جماعت کی ترقی اس نسبت سے نہیں ہوئی۔ جب ہم قادیان سے آئے تھے۔ اس وقت سالانہ آمدنی اسی ہزار سے لیکر ایک لاکھ تک تھی۔ اگر ہماری نسبت سے ہی ان کی ترقی ہوتی۔ تو اب اُن کی آمدنی چار پانچ لاکھ کے قریب ہونی چاہیئے تھی۔ مگر قادیان والے تنزل میں ہیں۔

یہ ایک دعویٰ ہے جو شاید سطحی نگاہ رکھنے والے پر کچھ اثر کرے۔ اور وہ سمجھے غیر مبایعین کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور چونکہ اس کے اندر ایک چیلنج ہے۔ اس لئے اس کا جواب دینے سے میں رُک نہیں سکتا۔

غلط نتیجہ

میں مولوی صاحب کو سچا سمجھ لیتا ہوں۔ اور کہتا ہوں اُنہوں نے اپنا جو ریکارڈ پیش کیا۔ وہ غلط نہیں۔ لیکن میں ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ اُنہوں نے اس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ غلط ہے۔ مولوی صاحب نے کہا ہے کہ ان کی آمدنی دس ہزار سے دو لاکھ تک جا پہنچی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ایک بات غور کے قابل ہے۔ اور وہ یہ کہ کیا کسی کو زیادہ روپیہ ملنا مذہبی معاملات میں اس کی ترقی کا ثبوت ہے۔ اگر یہ ترقی ہے تو بمبئی اور کلکتہ کے بڑے بڑے سوداگر کہہ سکتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ مذہبی لحاظ سے ترقی کی ہے۔ کیونکہ انہیں اتنا روپیہ ملا۔ جتنا حضرت مرزا صاحب کو نہیں ملا۔ فرض کرو کسی جماعت میں کوئی بڑا مالدار شخص داخل ہو۔ جو لاکھوں روپے دے سکتا ہو۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس جماعت نے بہت ترقی کی ہے۔ کسی جماعت کی ترقی اس کے افراد کی قربانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور دینی ترقی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس جماعت کے افراد کے قلوب پر کیا اثر پڑا۔ اور کتنے لوگوں میں ایسی روح پیدا ہوگئی۔ کہ وہ دین کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اس کے لئے مولوی صاحب کے ہی ایک مضمون سے پتہ لگتا ہے۔ جو چند دن پہلے شائع ہوا۔ جس میں اُنہوں نے لکھا کہ ان کے ہم خیال تین پیسے فی روپیہ ماہوار چندہ دینے لگے ہیں۔ حالانکہ ہماری جماعت عرصہ سے ایک آنہ فی روپیہ اپنی ماہوار آمدنی سے دیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہماری جماعت ان کے آدمیوں سے زیادہ مالی قربانی کر رہی ہے۔

مولوی صاحب نے جو اعتراض کیا ہے یہ وہی اعتراض ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کیا گیا۔ بعض مالدار زیادہ چندہ لاتے مگر بعض غریب حسب توفیق چندہ لاتے۔ قرآن کے متعلق منافق کہتے کہ ان کے مٹھی بھر جو سے کیا بنتا ہے۔ حالانکہ خدا دلوں کو دیکھتا ہے۔ وہ روپیہ کی مقدار کو نہیں دیکھتا۔ پس سوال یہ ہے کہ کوئی اپنی حالت کے مطابق کیا دیتا ہے۔ ایک کروڑپتی جو سو روپیہ چندہ دیتا ہے خدا تعالےٰ کے حضور اس کی نسبت اس شخص کا چندہ زیادہ مقبول ہے۔ جو دس روپیہ ماہوار کماتا ہے۔ اور اس میں سے ایک روپیہ چندہ دے دیتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دے رہا ہے۔ اور کروڑپتی ہزارواں حصہ دیتا ہے۔ پس اوّل تو میں مولوی صاحب کو یہ بتاتا ہوں کہ ہماری جماعت جو مالی قربانی کر رہی ہے۔ وہ دو تین لاکھ نہیں۔ اگر دس ہزار بھی چندہ جمع کرتی ہے اور اپنی حالت کے لحاظ سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ تو اس کی قربانی ان کو چندہ دینے والوں سے بڑی قربانی ہے۔ خلافت کمیٹی کو مسلمانوں نے ۲۵ لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خلافت کمیٹی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ کام کیا۔ خلافت کمیٹی کو دینے والے لاکھ پتی اور کروڑپتی لوگ تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کو چندہ دینے والے غریب لوگ تھے۔

مذہبی جماعت کا مقابلہ کس طرح کیا جائے

لیکن میں کہتا ہوں مذہبی جماعت کا مقابلہ زیادہ روپیہ جمع ہونے سے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس نے روپیہ کس طرح استعمال کیا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ انہیں بہت زیادہ روپیہ آیا۔ میں کہتا ہوں بہت اچھا آپ کے پاس بہت روپیہ آیا۔ مگر یہ تو فرمایئے۔ اس روپیہ کو خرچ کرکے آپ نے کتنے لوگوں کو احمدی بنایا۔ اس کے مقابلہ میں یہ دیکھ لیجئے۔ کہ ہم نے آپ سے تھوڑے روپیہ میں کتنے لوگوں کو احمدی جماعت میں داخل کیا۔

میں اس بارے میں مولوی صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ ۱۲ سال کے عرصہ میں جتنے لوگ ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے ان کا ہمارے ذریعہ ایک سال میں داخل ہونے والوں سے مقابلہ کرلیں۔ پس سوال یہ ہے کہ زیادہ لوگ کس کے ہاتھ پر جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ شاید مولوی صاحب کہیں۔ ان کے نزدیک لوگوں کا احمدیت میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ اسلئے میں کہتا ہوں اچھا یہی مقابلہ کرلیں کہ غیر مذاہب کے آدمی کس کے ہاتھ پر زیادہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ملکانوں میں کسے کامیابی ہوئی

مولوی صاحب کو یاد ہوگا کہ جب اپنے آدمی ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کے نام پر لوگوں سے چندے وصول کر رہے تھے۔ اس وقت ہمارے سو کے قریب آدمی ایک وقت میں علاقہ ملکانہ میں آریوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ کام ہمارے آدمی کرتے تھے۔ مگر چندہ ان کے آدمی وصول کرتے تھے۔ ان کے صرف دو تین آدمی وہاں گئے۔ اور وہ بھی دورہ کرکے واپس آگئے۔ جیسے کوئی بڑا افسر دورہ کرنے کیلئے نکلتا ہے۔ اور واپس آجاتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے ماریں کھائیں۔ جن کے خلاف قتل کے منصوبے کئے گئے۔ جنہیں درختوں کے نیچے راتیں بسر کرنی پڑیں۔ جنہوں نے بھوکے پیاسے رہ کر پا پیادہ میلوں سفر کئے۔ وہ ہمارے آدمی تھے۔ لیکن چندہ وصول کرنے والے ان کے آدمی تھے۔

مقابلہ کرنے کا ایک اور طریق

پھر میں کہتا ہوں۔ مقابلہ کرنے کا ایک اور بھی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ تائید الٰہی کا پتہ علوم دینیہ سے لگتا ہے۔ میں نے مولوی صاحب کو پہلے بھی چیلنج دیا تھا۔ اور اب پھر دیتا ہوں۔ کہ وہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں۔ قرعہ ڈال کر قرآن کریم کھول لیا جائے۔ جو رکوع نکلے اس کی تفسیر وہ بھی لکھیں اور میں بھی لکھوں گا۔ پھر دیکھیں خدا تعالےٰ ان کی تائید کرتا ہے یا میری۔ دونوں کی تفسیروں کو کسی ایسے شخص کے پاس بھیجدیا جائے۔ جسے یہ پتہ نہ ہو کہ کونسی تفسیر کس کی لکھی ہوئی ہے پھر اس سے پوچھا جائے۔ کہ کونسی اعلیٰ ہے یا جماعت

سے پوچھ لیا جائے۔ کہ کونسی تفسیر زیادہ معارف اور حقائق پر مشتمل اور علوم عربیہ کے مطابق ہے۔ مگر میں اس چیلنج میں ایک اور بھی ان کے لئے سہولت رکھتا ہوں۔ وہ قرآن کریم کے جس حصہ کے متعلق سمجھتے ہیں۔ کہ انہیں زیادہ آتی ہے۔ اسے لے لیں۔ میں اسی میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ قرعہ بھی نہ ڈالیں۔

اسلام کی نازک حالت اور جماعت احمدیہ کا فرض

اب میں اپنے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اسلام کی حالت اس وقت بہت نازک ہو رہی ہے۔ اور انتہائی درجہ کے مصائب میں اس وقت اسلام گھرا ہوا ہے۔ پہلے ہم سمجھا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت آئے۔ اس وقت اسلام انتہائی مصائب میں گھرا ہوا تھا۔ مگر واقعات بتاتے ہیں کہ وہ مصائب ابھی تک ختم نہیں ہوئے۔ بلکہ جاری ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ خدا کے مامور کا جب لوگ انکار کرتے ہیں۔ تو غلطیوں میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ مگر خواہ کوئی سبب ہو۔ بات یہ ہے کہ مسلمان اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

عربی حروف مٹانے کی کوشش

چنانچہ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ تمام عالم اسلامی اس امر میں فخر محسوس کرتا تھا کہ سارے کے سارے مسلمان متحد ہو جائیں۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ مسلمانوں میں جو ایک بڑی وجہ اشتراک کی پائی جاتی تھی۔ اسے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور عربی حروف کو مٹا کر ان کی جگہ یورپین حروف جاری کر رہے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ قرآن کریم کا پڑھنا بھی ان قوموں کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ جب عربی حروف میں لکھنے پڑھنے کے باوجود بہت کم لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ تو جب حروف ہی اور ہو گئے۔ اس وقت ان میں سے کسی کے لئے قرآن کا پڑھنا ناممکن ہو جائے گا۔ اسی طرح عربی حروف کو مٹانے کی وجہ سے مسلمانوں کے آپس کے تعلقات بہت کم ہو جائیں گے جن زبانوں کو عربی حروف میں لکھا جاتا ہے۔ ان میں عربی کے حروف کثرت سے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب لاطینی حروف اختیار کر لئے جائیں گے۔ تو یونانی وغیرہ زبانوں کے الفاظ زیادہ استعمال کئے جائیں گے۔ اور اس طرح اسلام سے موانست کم ہو جائے گی۔

حریت کے پردہ میں مظالم

اسی طرح ان ممالک میں یہ حکم دے دینا کہ عورتیں بے نقاب

ہو کر باہر نکلیں۔ یا اور اس قسم کی باتیں بتاتی ہیں کہ مسلمانوں میں گھن لگ گیا ہے تعجب اس بات پر آتا ہے۔ کہ وہ چیز جس کا نام حریت رکھا جاتا ہے وہی مظالم کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اس بات پر ہنسی کی جاتی ہے کہ خدا کو ڈاڑھی سے کیا تعلق ہے اور اسلام کو ڈاڑھی سے کیا واسطہ۔ مگر سوال یہ ہے۔ کیا خدا اور اسلام کو داڑھی منڈانے سے تعلق ہے۔ تم ڈاڑھی منڈاؤ۔ مگر جو نہیں منڈاتا۔ اسے کیوں مجبور کرتے ہو۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک ڈاڑھی منڈانا بڑی شان رکھتا ہے۔ ڈاڑھی رکھنا چونکہ مسلمانوں کا قومی کیریکٹر ہے۔ اس لئے وہ رکھتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اس کی وجہ سے روحانیت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں جس طرف بھی منہ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے۔ مگر جس طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا گیا ہم ادھر منہ کرتے ہیں اس طرف کی اپنی ذات میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مگر اس کے متعلق جو حکم ہے اس کی تعمیل ضروری ہے۔ یا جیسے استاد سکول میں لڑکوں کو ایک ترتیب سے بٹھاتا ہے اس طرح بیٹھنے سے زیادہ علم نہیں آجاتا مگر چونکہ استاد اس طرح بٹھانے کے بعد پڑھاتا ہے۔ اس لئے علم آتا ہے۔ غرض روز بروز اسلام کی شکل بگاڑی جا رہی ہے۔

ہمارا فرض کیا ہے

ایسی حالت میں ہماری جماعت کا فرض بہت اہم ہو گیا ہے۔ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نیا دین نہیں لائے۔ بلکہ اشاعتِ اسلام کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ نے صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ اسلام کا ایک شوشہ بھی قیامت تک نہیں مٹ سکتا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی کوئی بات بھی منسوخ نہیں ہو سکتی۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نیا دین نہیں لائے۔ بلکہ اسلام ہی کی اشاعت آپ کی بعثت کی غرض تھی۔ تو ہمارا بھی ایک ہی فرض ہے اور وہ یہ کہ اسلام کو حقیقی شکل میں دنیا میں قائم کریں۔ اور اسلام کی ترقی کا سارا انحصار احمدیت پر ہے۔ اس وقت احمدیت سے باہر جو

قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔ یا تو وہ شخص مومن کہلاتا ہے جو لفظوں پر مٹ رہا ہے۔ اور قطعاً اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھتا۔ وہ صرف اتنا جانتا ہے کہ ماں باپ کو اس نے اس حالت میں پایا اور یا پھر وہ شخص مسلمان کہلاتا ہے جس نے قرآن پر غور نہیں کیا۔ اس لئے وہ دل سے قرآن کا منکر ہوتا ہے۔ عالم مومن جو اسلام کی حقیقت کو جانتا ہے اور اسلامی مسائل پر جرح کر کے ان کی صداقت کا قائل ہوتا ہے۔ صرف احمدی ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ قرآن میں یوں لکھا ہے۔ اس لئے صحیح ہے۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ قرآن نے جو لکھا ہے۔ اس کی صداقت کے یہ یہ دلائل ہیں۔ وہ جرح کر کے صداقت نکالتا اور پھر کہتا ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے پس اس وقت اگر اسلام کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو احمدیت کے ذریعہ ہی۔ کیونکہ احمدیت سے باہر حقیقی عالم کہیں نہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے فرض کو سمجھے۔ جب اسلام کے قیام کا انحصار ان ہی پر ہے۔ جو احمدیت میں داخل ہیں۔ تو انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔

ساری ذمہ داری ہم پر ہے

دنیا میں ایک فرض کفایہ ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ فلاں کام ہم نے نہ کیا تو کوئی اور کر لے گا۔ لیکن ایک فرض ایسا ہوتا ہے۔ جو خود ادا کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر کچھ آدمیوں نے پڑھ لیا۔ تو باقیوں کا فرض بھی ادا ہو گیا۔ لیکن اگر کوئی نہ پڑھے۔ تو سب گنہگار ہونگے۔ اسکے مقابلہ میں ایک فرض ایسا ہوتا ہے۔ جو ہر ایک کو ادا کرنا ہوتا ہے۔ جیسے نماز ہے۔ یہ فرض ہر ایک کے لئے ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پس جب ہم ہی اسلام کے حامل ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کو قائم ہی اسلئے کیا ہے۔ کہ اسلام کو پھیلائے۔ تو ساری ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم اس میں کوتاہی کریں گے تو خدا تعالےٰ کے مجرم ہونگے۔

خدائی سلسلہ میں داخل ہونیوالوں کے دو فرض

مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت نے ابھی تک اس نکتہ کو سمجھا نہیں۔ ہماری جماعت کے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنے عقائد درست کر لئے۔ تو فرض ادا ہو گیا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں۔ ان کے دو فرض ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ شخصی اصلاح کریں۔ اور دوسرا یہ کہ سارے عالم کی اصلاح کریں۔ جب تک عالم کی اصلاح کا فرض ادا نہ کریں نجات نہیں پا سکتے۔ قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق آیا ہے كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ۔ کہ تم ساری دنیا کے لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تاکہ انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ پس سچا اور حقیقی مومن وہی ہے۔ جو دوسروں کے فائدہ کے لئے اپنی زندگی خرچ کرتا ہے جب تک ہماری جماعت کا ہر ایک فرد یہ نہ سمجھ لے وہ سچا مسلم اور سچا احمدی نہیں کہلا سکتا۔

دو قسم کی اصلاحیں

پھر یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اصلاحیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض اصلاحیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو بظاہر جسمانی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر ان کا رُوح پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اور بعض اصلاحیں خالص روحانی ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کھلی گلیاں بناؤ۔ احادیث میں ۳۰ ذراع کا رستہ رکھنے کا ذکر ہے۔ اور ایک ذراع ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے۔ اسلئے ۴۵ فٹ کا رستہ ہو گیا۔ یہ اس زمانہ کے متعلق ہے۔ جبکہ اونٹ چلتے تھے۔ اب گاڑیوں اور موٹروں کے زمانہ میں ۶۰۔ ۷۰ بلکہ سو فٹ کا رستہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اونٹ کی نسبت موٹر یا گاڑی دوگنا رستہ چاہتی ہے۔ یہ حکم دنیوی معاملہ کے متعلق ہے۔ لیکن مذہب کے لحاظ سے اس کی ضرورت یہ ہے کہ اچھا تمدن بھی اسلام پر اثر ڈالتا ہے۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امور کو تسلیم میں شامل کیا ہے جو دنیوی باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دنیوی امور بھی ایسے ہوتے ہیں جن کی طرف توجہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پولیٹیکل تغیرات

اس زمانہ میں کچھ پولیٹیکل

تغیرات ہو رہے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان تغیرات میں مسلمان اپنی ہستی خود مٹانے کے لئے تیار ہیں۔ وہ ایسی راہوں پر چل رہے ہیں۔ جو نہایت نقصان پہنچانے والی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ حکومت سے تعاون کرو۔ اس کے یہ معنی نہ تھے۔ کہ گورنمنٹ کے خوشامدی بن جاؤ۔ نبی خوشامدی نہیں ہوتا۔ اور نہ اپنے پیروؤں کو خوشامدی بناتا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کا نفع اسی میں ہے۔ کہ گورنمنٹ کا ساتھ دیں۔ مسلمان خواہ مخواہ گورنمنٹ سے بگاڑتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ والسلام نے ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے یہ حکم دیا۔ نہ کہ خوشامد کرنے کے لئے۔ خوشامد کرنے والا تو کچھ لینے کے لئے خوشامد کرتا ہے۔ مگر کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورنمنٹ سے کچھ لیا۔ آپؑ نے اپنی ساری زندگی میں گورنمنٹ سے کچھ نہیں مانگا۔ پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپؓ نے بھی گورنمنٹ سے کچھ نہ لیا۔ اب میرا زمانہ ہے۔ میں نے بھی کبھی کچھ لینے کا خیال تک نہیں کیا۔ میری تحریک پر تین ہزار کے قریب لوگ گذشتہ جنگ عظیم میں شامل ہوئے۔ مگر اس کے بدلے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ نہ جماعت نے اور نہ میں نے۔ اس کے مقابلہ میں جن لوگوں نے ۵۰-۵۰ آدمی جنگ میں دیئے اُنہوں نے بھی مطالبات کر کر کے گورنمنٹ کا ناک میں دم کر دیا۔ میں تو اگر گورنمنٹ اس طرح کچھ دے۔ تو میں اُسے اپنی ہتک سمجھوں۔ نہ کہ اس کا شکریہ ادا کروں مجھے ایک دفعہ ایک دوست نے لکھا۔ کہ گورنمنٹ ہند کا ایک اعلےٰ افسر مجھے ملا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ اگر گورنمنٹ جماعت احمدیہ کے امام کو کوئی خطاب دے۔ تو کیا وہ قبول کریں گے۔ میں نے اُنہیں کہا۔ اگر گورنمنٹ ایسا کرے تو وہ میری ہتک کرے گی۔ گورنمنٹ مجھے دے ہی کیا سکتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک تمام انبیاء جس کے آنے کی خبر دیتے رہے۔ اس کی حکومت

رمضان کی خاص برکات

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب مدظلہ العالی

رمضان کا مہینہ چند دنوں میں شروع ہونے والا ہے یہ ایک بہت ہی مبارک مہینہ ہے جس میں کئی قسم کی برکات اور اصلاح نفس اور روحانی تربیت اور ترقی کے مواقع رکھے گئے ہیں۔ یہ برکات مختصر طور پر حسب ذیل ہیں:۔

(۱) **نماز** جو سب عبادتوں سے مسلمہ طور پر افضل ہے وہ رمضان کے مہینہ میں **تہجد** اور **تراویح** اور **نوافل** کے ذریعہ کئی درجہ وسیع تر اور ارفع تر ہو جاتی ہے۔ اس طرح رمضان کا مہینہ گویا **عروسِ صلوٰۃ** کے سنگار کا زمانہ ہے جب کہ یہ اپنے آرائش جمال اور زیب و زینت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

(۲) پھر **روزہ** یعنی سحری سے لے کر غروب آفتاب تک خدا کے لئے **بھوک** اور **پیاس** اور **ازدواجی تعلقات** سے اجتناب کرنا اپنے اندر غیر معمولی برکات اور تربیت نفس کا سامان رکھتا اور قربانی کا سبق سکھاتا ہے اور اس مہینہ میں اپنے غریب اور نادار بھائیوں کی غربت اور تکلیف کا احساس پیدا کرنے کا لطیف ذریعہ بھی موجود ہے۔

(۳) پھر **دعا** جو دراصل نماز کا اندرونی مغز اور خالق و مخلوق کے باہمی رشتہ کی سب سے بڑی کڑی ہے اس کا بھی رمضان کے مہینہ میں غیر معمولی موقعہ میسر آتا ہے۔ کیونکہ یہ مہینہ **دعاؤں** کی **قبولیت** کا خاص مہینہ ہے۔ جس کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ میں اس مہینہ میں اپنے بندوں کے زیادہ قریب ہو جاتا ہوں۔ جو ہستی پہلے ہی انسان کی **شاہ رگ** سے بھی زیادہ قریب ہے اس کے مزید قریب ہونے کی شان کا کیا کہنا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ جو دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر **درود بھیجنے** سے خالی ہے وہ کوئی دعا نہیں۔ جو دعا **اسلام اور احمدیت کی ترقی** کی تمنا سے خالی ہے وہ کوئی **دعا نہیں**۔ جو دعا اپنی اولاد اور اپنے اہل و عیال کو نیکی کے راستہ پر قدم زن ہونے کی آرزو سے خالی ہے وہ کوئی دعا نہیں۔ بے شک خدا سے اپنے لئے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لئے ہر نعمت مانگو حتی کہ اگر تمہاری جوتی کا تسمہ ٹوٹتا ہے تو وہ بھی خدا سے مانگو۔ مگر یہ تین دعائیں کبھی نہ بھولو۔ کیونکہ یہ دعائیں مسلمانوں کی قومی زندگی اور اسلام کے احیاء اور نشأۃ ثانیہ کی جان ہیں۔

(۴) پھر ایک برکت رمضان کے مہینہ میں **قرآن مجید کی تلاوت** کی زیادہ توفیق ملنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یوں تو ہر سچا مسلمان قرآن مجید پڑھتا ہے مگر رمضان میں اس کی شان بالکل نرالا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کیونکہ اس مہینہ میں گویا ہر گھر اور ہر دور سے تلاوت کی آواز گونجتی ہے قرآن وہ عظیم الشان خزانہ ہے جس کے متعلق ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس محبت سے فرماتے ہیں کہ:۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

پس دوست اس کعبہ کو کبھی نہ بھولیں۔

(۵) پھر ایک برکت رمضان کے مہینہ کی **صدقہ و خیرات** کی کثرت ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو اپنی **مشکلات** سے نجات پانے کے لئے اور اپنے **کمزور بھائیوں** کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے صدقہ اور **امداد غرباء** کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ اور رمضان کے متعلق تو خصوصیت سے حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ صدقہ و خیرات میں اس طرح چلتا تھا کہ گویا وہ ایک **تیز آندھی** ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔

یہ وہ پانچ عظیم الشان برکتیں ہیں جو رمضان کے مہینہ کے ساتھ خاص ہیں اور ہمارے سب بھائیوں اور بہنوں کو ان پانچوں برکتوں سے رمضان میں پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہمارا دین اور ہماری جماعت اور ہمارے افراد کی ترقی سے اسلام کو استحکام حاصل ہو۔ اور **محمدیوں کا قدم ایک بلند مینار پر قائم** ہو جائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ رمضان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ جوں جوں رمضان کا مہینہ گذرتا ہے اس کی برکتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ مومنوں کی مخلصانہ عبادتوں اور دعاؤں اور صدقہ و خیرات کی کثرت کے ذریعہ **خدا گویا** زمین کی **طرف** زیادہ سے زیادہ **نیچے** اُترتا آتا ہے۔ اور عشق و محبت الٰہی کی وہ بھٹی جو رمضان کے شروع میں سلگائی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ دہکنے لگتی ہے۔ اسی لئے رمضان کا آخری عشرہ خاص برکات رکھتا ہے۔ اور اسی لئے وہ اعتکاف یعنی دنیا سے کلی اور جزوی انقطاع اور تبتل الی اللہ کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اور اسی لئے اس عشرہ میں **لیلۃ القدر** کی رات بھی رکھی گئی ہے۔ جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ وہ اپنی برکات میں ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ پس

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

خاکسار مرزا بشیر احمدؐ حال لاہور ۶۱-۲-۱۳

سے بڑھ کر کیا چیز ہو سکتی ہے۔

غیر احمدیوں کے احساسات کا خیال

مجھے غیر احمدیوں کے احساسات کو مدنظر رکھ کر اپنے آپ کو امام جماعت احمدیہ لکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ خلیفہ کے لفظ سے چڑتے ہیں مگر مجھے امام کے لفظ میں کبھی وہ لطف نہیں آیا جو خلیفۃ المسیح کے لفظ میں آتا ہے۔ کیونکہ بندوں کی امامت سے خدا کے مسیح کی خلافت بہت بڑا درجہ رکھتی ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورنمنٹ سے تعاون کرنے کے لئے اس لئے کہا۔ کہ مسلمان صحیح رستہ پر چلیں۔ اور ترقی کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے معاملات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دخل دیا ہے جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ گو وہ دنیوی معاملات تھے۔ اب بھی ہمارا فرض ہے کہ ملکی فضا کی خرابیاں دور کریں اور محبت کی لہر پیدا کریں تاکہ خود بھی نقصانات سے محفوظ رہیں اور دوسروں کو بھی نقصانات سے بچائیں

(باقی)

محمدی نام (بقیہ صفحہ ۲)

تک دراز ہو جاتا یہ سب لوگ اپنی ان تمام بدعادات کو بھول گئے اور وحشت کا چولہ اُتار کر ایسے مہذب و با اخلاق بن گئے کہ صدیوں تک دنیا کے معلم بنے رہے!!۔

یورپ کے بعض ایسے ہی معترضین کے جواب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دین کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیِ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے تھے آسماں سے خود بھی اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

پس اگر اسلام اپنی ان باطنی خوبیوں کے باعث دنیا میں سُرعت کے ساتھ پھیلا تو اسلام کا جیتا جاگتا عملی نمونہ دکھلانے والا پاک محمد مصطفےٰ کا وجود باجود ہی تھا: صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم۔

ایک مثالی شہر اور مثالی معاشرہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

شہروں اور ویرانوں کو طے کرتا ہوا جب میں دار الہجرت "ربوہ" پہنچا تو اونچی نیچی پہاڑیوں کی قطار۔ ہوا کی سبک خرامی اور پاکیزہ فضا کی فراوانی نے میرے دل و دماغ کو اپنی آغوش میں اس طرح بھینچا کہ میں ایک نوزائیدہ بچے کی طرح ماضی کی ساری کثافتوں کو بھول کر ایک خوشگوار اور شاندار مستقبل کے تصور میں لگ گیا۔

بایں کہ دھان کن آمیزش ماندی چوں راہ
بارِ غم بر دوش دل منزل بہ منزل کہ برند

وہ آنکھیں جو حسن کا عریاں رقص دیکھتے دیکھتے تھک گئی تھیں۔ وہ کان جو گندے گانوں کے پروگرام سے بیزار ہو گئے تھے۔ اور وہ دل و دماغ جو روزانہ مستقبل کا ایک نیا تصور قائم کرنے کا عادی ہو گیا تھا۔

وہ ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں خدا کے مقدس بندے ایک نئی دنیا کی تعمیر میں معروف ہیں نئے آسمان اور نئی زمین کی تعمیر میں عصر حاضر کے پر تکلف ماحول سے دور۔ سادگی اور عشق کی بے ساختگی ان کے عمل سے ظاہر ہے دین و دنیا۔ مذہب و سیاست اور انفرادیت و اشتراکیت کے علوم سے آراستہ۔ اسرارِ طبیعات و الٰہیات سے آگاہ۔ مقدس فرشتے انسانی ہیکل میں

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مافوق الفطرت انسان اور مردِ کامل کا وہ تصور۔ جو نطشے اور اقبال کے ذہن میں پرورش پاتا رہا۔ مگر دل و دماغ کی ظلمت جسکو عالم وجود میں نہ دیکھ سکی وہ بلند منصب انسان اپنے اصلی رنگ و روپ میں نظر آیا۔ ربوہ کی مقدس وادی میں۔ دنیا سے الگ تھلگ۔ مگر جس کے جلوہ میں ساری دنیا پرورش پا رہی ہے۔ وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کا راز دار۔ وہ تاجدار احمدیت مصلح موعود کان اللہ نزل من السماء۔ وہ حسین دلفروز جس کا ہر دیدار تشنگی کی شدت کو اور بڑھاتا ہے

چشمت آہو دیدم زخت را مدلقہ بینم
ہنوزم آنکہ خوابا شد کہ یک بار دگر بینم

ایک روحانی پیکر جو اپنے فرائض زندگی ادا کر کے اب "نقطۂ نور" کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مادی علائق سے کنارہ کشی اور نورانی مرکز سے ربط و وابستگی بڑھتی جا رہی ہے۔ آنکھیں جو مادی چیزوں سے ٹکرانے کی عادی ہیں۔ بعض اوقات اس "پرتوِ حسن ازل" کی تلاش میں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

مجاہدہ و ریاضت نے ان کو نور کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ وہ نور جو ربوہ کی خشک پہاڑیوں پر بھی جلوہ فگن ہو تو وہ آئینہ بن کر چمک اٹھے۔ مگر کتنے دل ایسے بھی ہیں۔ جو اس تجلی کی تاب نہ لا کر ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔ وہ آج اس نور ازل سے مستفیض ہونے کی بجائے اپنے دل کے مرکز کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔ ان پر یقیناً میرے تاثرات گراں گزریں گے۔ مگر میرا یہ حال ہے کہ

سقونی وقالوا لا تغن ولو سقوا
جبال سراۃ ما سقیت لغنت

میرا ننھا سا دل گیارہ سال کی جدائی کے بعد لذت دیدار سے آشنا ہوا۔ دل کی کثافت ایک گھڑی میں دھل گئی۔

"یک نظر بہتر ز عمر جاوداں"

کا فلسفہ سمجھ میں آ گیا۔ اسرار خودی و بیخودی سب منکشف ہو گئے۔ دورِ جدائی اگر "دورِ خودی" تھا تو دورِ وصل "دورِ بیخودی"۔ کوئی سرگزشت اس سے زیادہ دلچسپ اور کوئی روداد اس سے زیادہ کیف آور نہیں جتنی اس "بارگاہِ قدس" میں ایک لمحہ اذنِ قیام کی۔ جی چاہتا ہے کہ اسی جنیا ویر زندگی کا ایک نیا فلسفہ مرتب کروں۔

زحل ثنتنی یا سعد عنہا فن تنی
جنزنا۔ فزدنی من حدیثک یا سعد

وہ کونسی شمع تھی جس کے گرد لاکھوں پروانے منڈلا رہے تھے۔ وہ کونسی پرکشش آواز تھی جس پر لبیک لبیک اللہم لبیک کہتا ہوا نشیب و فراز سے انسانوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا تھا۔ اور وہ کونسی تجلی تھی جسے دیکھ کر لوگ ربوہ کی سردی بھول گئے تھے۔ کس نے نبضِ زندگی میں یہ حرارت پھونکی۔ وہ عشق کا جیتا جاگتا پیکر۔ وہ حسن و احسان میں مہدی

مسعود کا نظیر۔ اور دین کو چار کرنے والا۔ وہ جس کی شان میں یہ آیا ہے کہ

اے خبر رسل زرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب طول اللہ عمرہ

پھر اس وادیٔ موعود کے ایک حصے میں اس "قمر الانبیاء" کا ظہور۔ وہ پیکرِ صدق و صفا۔ وہ قدوسیوں کا قدردان مظہر حسن و وفا یعنی سیدنا حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب طول اللہ عمرہٗ۔ جن کا چہرہ دل کی طرح نورانی رونق و محبت میں لاثانی۔ شیریں بیاں جن میں خطاب کی بے مثال شرکت بھی بخشی گئی ہے۔ جن کی تقریر دلوں کو گرمادیتی ہے۔ جو بہشتی پاک کا ایک رکن عظیم ہے۔ اور جن سے عقیدت و محبت سلامتی ایمان کی ضمانت ہے۔ جنہیں دیکھ کر بے ساختہ یہ شعر زبان پر آتا ہے کہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اصحاب کرام رض

اس وادیٔ موعود میں گلستانِ احمد کے اور بھی کئی پھول دیکھے جو ابھی شگفتہ ہیں۔ جیسے حضرت سید حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری جنہوں نے قادیان میں ایک مشفق باپ کی طرح میری روحانی تربیت فرمائی۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔ مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل متعنا اللہ بطول بقائہم۔

اکابر سلسلہ

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اکابر سلسلہ جو ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کی جدوجہد میں لگے ہیں۔ میں ان تمام بزرگوں کے ناموں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

داماں نظر تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

پھر اور ہزاروں دوست و احباب جو مجھ سے زیادہ تحفۂ عقیدت و محبت لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جن کی ملاقات سے میرے ایمان کو تازگی حاصل ہوئی اور جنہیں اخوت و مساوات کی بنیاد پر ایک نیا معاشرہ قائم کرنے کی فکر میں مبتلا پایا۔ وہ بھی میری طرح اس وادیٔ موعود میں ایک نئی دنیا کی تلاش کر رہے تھے۔

نہ من تنہا درین مے خانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

ربوہ کا منظر

ربوہ کا ابھرتا ہوا شباب جس سے بعض بے نصیبوں کے دل میں رقابت کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ وہ سڑکیں اور گلیاں جو ایک منظم یافتہ منصوبے کے ماتحت بنائی جا رہی ہیں۔ میں پہلے بمبئی کے میرن لائن کو رشکِ ارم سمجھتا تھا۔ مگر اب وہ الفاظ ڈھونڈھتا ہوں جن سے ربوے کی سڑکوں اور گلیوں کو تشبیہ دوں۔ یک طرفہ آمد و رفت ہو آمد و رفت کا سب سے ترقی یافتہ طریقہ سمجھا جاتا ہے بیچ میں باغ کے لئے کشادہ جگہ اس کے کنارے درختوں کی قطار۔

پھر راستوں کے کنارے ایک طرز کے مکانات یا ان کے کمپونڈ۔ مکانات نئی طرز کے۔ جن میں آسائش کے سارے لوازم موجود ہیں۔ یہ ہے ربوے کا نقشہ جسکا تصور دیکھ سکتی ہے کہ کس طرح پلاننگ ہوئی ہے۔ وہ اس کو ہندو پاک کا ایک مثالی شہر بنا دے گا۔

پھر یہاں کی سادہ معاشرت کا کیا کہنا۔ یہ شہر ہر قسم اور فلمی گانوں کی لعنت سے پاک ہے۔ بازار میں کہیں اشتہارات کے ذریعے حسنِ نسوانی کی نمائش نہیں کی گئی۔ ہر محلے میں مسجد کے سفید منارے بلند ہیں۔

انہیں میں ایک مسجد مبارک بھی ہے اس کی نفاست و لطافت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ عمارت کشادہ اور سادہ جہاں پہنچ کر دل خود بخود در آستانۂ الوہیت پہ سجدہ ریز ہوتا ہے اس کے آگے قصرِ خلافت۔ جہاں آجکل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی متعنا اللہ بطول بقائہم قیام پذیر ہیں۔

اس شاندار بلاک سے نکل کر جب ہم آگے جاتے ہیں تو بائیں طرف صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے بلاک نظر آتے ہیں۔ یہ جماعت احمدیہ کے سکرٹریٹ ہیں۔ ایک کے سپرد امور خارجہ ہیں اور دوسرے کے سپرد امور داخلہ۔ یہ دونوں عمارتیں اپنی نظیر آپ ہیں۔

پھر داہنی طرف زنانہ اسکول اور کالج کے کمپونڈ ہیں۔ آگے ریلوے لائن ہے۔ جس نے ربوے کی آبادی کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ ریلوے لائن کے آگے شہری آبادی ہے۔

یہ ربوے کے نقشے کا سرسری مطالعہ ہے۔ یہ نقشہ اونچی نیچی پہاڑیوں کے باعث اور بھی دیدہ زیب ہو گیا ہے۔

ربوہ کی عظمت

ربوہ جماعت احمدیہ کا ایک مقدس مقام ہے۔ یہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ

تعالےٰ اور ان کے حواریوں کا "دار الہجرت" ہے۔ اس سے "داغِ ہجرت" والی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور اس کی آبادی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس صفت کا ایک تازہ ظہور ہوا کہ

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو ایک ذخیرۂ آب دیا گیا۔ جس سے اس بے آب و گیاہ میدان میں زندگی کی قوتیں لہلہا اُٹھیں۔ یہ آج ظلِ حرم اور کونے کا پتھر ہے۔ آج اس مقام کو جماعت احمدیہ کی تنظیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ آج اس کا ذرہ ذرہ شعائر اللہ کی عزت کا حامل ہے۔

ربوہ ہمارے اولوالعزم خلیفہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ کے عزم و ہمت کا ایک زندہ نشان اور جماعت احمدیہ کی قربانیوں اور قوتِ تعمیر کا ایک زندہ گواہ ہے۔

پس مبارک ہے وہ جو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔ اور خدا کے حضور اس وادیٔ موعود کی عزت و حرمت کے برقرار رکھنے کا عہد باندھتا ہے ؎

قادیان میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

اور ان کی اشاعت کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور اسی ضمن میں حضور کی طرف سے شائع شدہ تفسیر کبیر کے ذکر میں فرمایا کہ کس طرح حضور نے اس میں اسلام اور کلام پاک پر کئے جانے والے اعتراضات کا قلع قمع فرمایا ہے۔ اسی طرح کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر حضرت مصلح موعود کے ذریعہ اس طرح بھی ظاہر ہوا ہے کہ آپ کی تعلیم قرآن کے لئے قاعدہ یسرنا القرآن جیسے مفید قاعدہ کا اجراء ہوا۔ تقریر کے اختتام پر فاضل مقرر نے بیان کیا کہ کلام اللہ کا مرتبہ حضور کے ذریعہ اس طرح بھی ظاہر ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ خود حضور سے کلام فرماتا ہے۔ اور اس طرح حضور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر زندہ خدا کے زندہ کلام کا نمونہ پیش کرتے ہوئے اس کے اعلےٰ مرتبہ کو دنیا کے سامنے پیش فرما رہے ہیں۔ اس تقریر کے بعد مکرم یونس احمد صاحب اسلم نے ایک نظم پڑھی۔

پیشگوئی مصلح موعود سے اسلام کی سربلندی کا تعلق

پھر مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری نے پیشگوئی مصلح موعود سے اسلام کی سربلندی کے تعلق کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ثابت کیا کہ یہ پیشگوئی ہستی باری تعالےٰ۔ صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جادو لاینفک ہے کیونکہ مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور پھر آج حضرت مصلح موعود کے ذریعہ ہی اسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک ہو رہی ہے۔ اور حضور تمام دنیا کو چیلنج دے رہے ہیں کہ خواہ کسی علم کے ذریعہ سے بھی اسلام پر اعتراض کیا جائے حضور اسی علم کے ذریعہ اس کا مسکت اور دندان شکن جواب دیں گے۔ تقریر کے اختتام پر آپ نے اخبار زمیندار لاہور اور اخبار مشرق گورکھپور کے حوالہ جات سے اس امر کو ثابت فرمایا کہ غیر از جماعت لوگوں نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ مصلح موعود کے ذریعہ اسلام کی انمول خدمت سرانجام دی گئی ہے۔

حضرت مصلح موعود کے کارنامے

آخری تقریر محمد عمر صاحب مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے حضرت مصلح موعود کے کارناموں کے موضوع پر کی۔ تقریر شروع کرتے ہوئے مقرر نے کہا کہ ۱۹۱۴ء میں جب حضور مسند خلافت پر متمکن ہوئے اُس وقت جماعت احمدیہ مختلف قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں اور مخالفتوں میں محصور تھی۔ خزانہ میں صرف چند آنے تھے۔ اور اس کے مقابل انجمن کے ذمہ اٹھارہ ہزار روپیہ قرض کا بار گراں تھا۔ حضرت مصلح موعود کا یہ کتنا عظیم الشان کارنامہ ہے کہ حضور نے مخالفتوں کے اس بھنور میں سے بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی کشتی کو سلامتی سے نکال کر ایسی جگہ پہنچا دیا ہے کہ اب جماعت احمدیہ ایک International جماعت ہے۔ اور جو جماعت یا تحریک بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت پر اُٹھی ہے وہ اس سے ٹکرا کر خود پاش پاش ہو گئی۔ پھر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے صرف مخالفتوں کے طوفان سے جماعت کو بچایا ہی نہیں بلکہ اس کی اندرونی طور پر مختلف تنظیمیں اور عورتوں بچوں۔ جوانوں اور بڑھوں کی الگ الگ مجالس لجنہ اماء اللہ۔ اطفال الاحمدیہ۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے نام سے قائم کی گئیں۔ اس اعلیٰ طرز کی جماعتی تنظیم کے سبب بفضلہ تعالےٰ اب جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اسی طرح ۱۹۴۷ء کے موقعہ پر منتشر جماعت کی مضبوط شیرازہ بندی کرتے ہوئے اسے ایک نئے مرکز پر جمع کر دینا حضرت مصلح موعود کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔

تقریر کے اختتام پر مقرر نے اس وسیع تبلیغی مشنوں کے جال کا تفصیل سے ذکر کیا۔ جو حضرت مصلح موعود نے ساری دنیا میں عموماً اور یورپ اور افریقہ میں خصوصاً پھیلا رکھا ہے جس کی وجہ سے اسلام کی ترقی اور عیسائیت کو ایسی شکست فاش ہو رہی ہے کہ خود عیسائیوں کو اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہونا پڑا!

آخر میں صاحب صدر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ الودود کے اس عہد کا ذکر کیا جو حضورؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت حضورؑ کے جسدِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا کہ آپ ہر ممکن طریق سے اس مشن کی تکمیل کی کوشش فرمائیں گے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اس عہد کو یاد دلاتے ہوئے صاحب صدر نے جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کیلئے نہایت مؤثر رنگ میں دعا کی تحریک فرمائی۔

آخر میں ایک پُرسوز لمبی دعا کے بعد یہ مبارک تقریب ساڑھے گیارہ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ رات کے وقت منارۃ المسیح پر بلب روشن کئے گئے۔

(مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر نائب ناظم ... قادیان)

ظہور مصلح موعود کی سب کو مبارک ہے

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ):۔

ظہورِ مصلح موعود کی سب کو مبارک ہے
کہ یہ فضلِ خداوندِ تعالیٰ و تبارک ہے

مسیحائے محمد کو بشارت جو خدا نے دی
وہ پوری ہو چکی سچا عقیدہ اپنا مسلک ہے

بنا کر ربوہ مرکز بیعت سلطانِ احمد سے
یہ ثابت کر دیا "محمود" موعود مبارک ہے

اشاعت احمدیت کی ہوئی اکنافِ عالم میں
تو ان کے نام کا شہرہ زمیں سے آسماں تک ہے

غرض جو جو نشانی تھی وہ ان پر صادق آتی ہے
نشانِ حق تو پورا ہو چکا ہے امکین کیا شک ہے

بس اب اتمام بیان میں ایک دن ہو جائے گا اکمل
ملائک کی مدد بس آنے والی ہی یکایک ہے

درخواستِ دعا

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ایک عرصہ سے علیل ہیں۔ اسی طرح سید حسین صاحب ذوقی آف حیدرآباد بھی اپنے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

احباب سب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

(۲) محمد نصر الدین قریشی، میرے بھائی محمد عبداللہ قریشی اور ایک دوست زین العابدین صاحب

۲۲ تینوں اس سال میٹرک کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں لہٰذا سب کی اعلیٰ نمبروں پر کامیابی کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار ایم اے حنیف قریشی متعلم ایف اے سی کلاس از ...

بدھ سوسائٹی رانچی کے اجلاس میں مبلغ جماعت احمدیہ کی کامیاب تقریر

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

رانچی میں بدھسٹ دوستوں کی ایک سوسائٹی قائم ہے۔ جس کا نام "چھوٹا ناگپور بدھسٹ ویلفیئر سوسائٹی" ہے۔ جس کا نام "چھوٹا ناگپور پنچ شیل پریشد" ہے۔ یہ سوسائٹی اس علاقہ میں خدمتِ خلق کا پروگرام رکھتی اور انسان کو اخلاقِ حسنہ سے مزین کرنے اور اُسے انسانیت سکھانے کی مدعی ہے۔ ۱۳ر جنوری چھ بجے شام مورابادی رانچی میں اس کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اس سوسائٹی کے عہدیداران جو چھوٹے ناگپور کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے شریک ہوئے۔ سوسائٹی کی طرف سے دو روز قبل جہاتما بدھ کی لائف پر تقریر کرنے کی اطلاع مجھے بھی مل چکی تھی۔ حسبِ فاکسار وقتِ مقررہ پر جلسہ گاہ میں پہنچا تو جلسہ کی صدارت کی ذمہ داری بھی خاکسار کو ہی تفویض ہوئی۔ اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ آخری تقریر جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی خاکسار کی تھی۔ تقریر کا خلاصہ ناظرین کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے درج ذیل ہے۔

خاکسار نے مہاتما بدھ کے حالاتِ زندگی میں سے چیدہ چیدہ واقعات بیان کرنے کے بعد بتایا کہ یورپین محققین نے انیسویں صدی کے اواخر میں اس مذہب کی تحقیق و تدقیق کرکے مہاتما بدھ کو ناستک اور دہریہ قرار دیا۔ اس کی بہت سی وجوہات تھیں۔ اول مرورِ زمانہ کی وجہ سے بدھ کی تعلیم میں بہت کچھ تغیر و تبدل واقع ہو گیا تھا۔ نیز یہ تعلیم یونانی فلسفہ اور ہندو ازم سے بہت زیادہ متاثر ہو چکی تھی۔ اور بدھ دھرم کا بہت بڑا فرقہ مہایان خود بھی مہاتما بدھ کے ناستک ہونے کا قائل تھا لیکن حالیہ تحقیق سے یہ امر پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے کہ مہاتما بدھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور جنت و دوزخ کے قائل تھے۔ مہاراجہ اشوک جن کا درجہ مہاتما بدھ کے بعد دوسرے نمبر پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ انکے کتبوں سے یہ بات پوری طرح ظاہر و عیاں ہو گئی ہے۔ کہ اس زمانہ میں بدھ دھرم کے پیرو بڑی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور جنت دوزخ اور ملائکہ کے قائل تھے (اس موقعہ پر بعض کتبوں کی عبارت بھی سنائی گئی) علاوہ ازیں مہاتما بدھ کی تعلیم بہت کچھ محرف و مبدل ہو جانے کے باوجود خدا تعالیٰ کی ہستی کی مقر ہے (اس موقعہ پر بعض تحریرات پیش کی گئیں) یہی وجہ ہے کہ مہاتما بدھ کے ایک مرید نے جس کا نام ساجی تھا ایک برہمن کو تبلیغ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی ہستی کو اس طرح پیش کیا کہ

"There is but one unchanging motionless and Eternal"

(دی لائف آف دی بدھا بائی آدمز بیک صفحہ ۱۸۶)

یعنی بلاشبہ ایک ہی ہستی ہے جو تغیر و تبدل سے پاک ہے جو غیر مجسم ہونے کے لحاظ سے غیر متحرک ہے اور جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

یہ سب شواہد تحقیق جدید کے نتیجہ میں ہمارے سامنے آئے ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کے بدھ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل از وقت اس حقیقت افروز نظریہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا تھا کہ:-

"ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے اور یہ الزام کہ بدھ خدا کا منکر ہے محض افترا ہے"۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۸۹)

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس کائنات عالم کا ایک خالق و مالک خدا ہے۔ اور جس طرح وہ ہر قوم و ملک اور علاقہ کی مادی ضروریات کو متعدد ذرائع اور وسائل سے پورا کر رہا ہے۔ اسی طرح روحانی ربوبیت کے لئے ہر قوم و ملک اور علاقہ میں اپنے انبیاء اور مرسلین بھیجتا رہا ہے۔ اور مہاتما بدھ بھی اسی زنجیر کی ایک کڑی ہیں۔ قرآن کریم کے ابتداء میں ہی اس مسئلہ پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے کہ الحمد للّٰہ رب العالمین۔ یعنی ہر قسم کی سچی اور دائمی تعریف اس خدا کی ہے جو تمام جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ اور فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللّٰہ واجتنبوا الطاغوت۔ یعنی ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا ہے۔ اور جملہ انبیاء کا پیغام رسالت یہ تھا کہ شرک اور بت پرستی سے اجتناب کرو۔ اور توحید ذات باری پر قائم رہو۔

ہمارے اس اجلاس کا مقصد جیسا کہ بتایا گیا ہے۔ اور مقررین نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے یہ بھی ہے کہ انسان کے اخلاق و کردار کو بلند کرنے کی کوشش کی جائے اور بدی کو دور کرنے کا ایک پروگرام مرتب کیا جائے۔ مقررین کرام نے اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ میں اپنا نقطۂ نگاہ بھی اس کے متعلق بیان کر دیتا ہوں درحقیقت تمام مذاہب میں یہ ایک قدرِ مشترک ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو کسی اخلاقی مذہب سے وابستہ نہیں ہیں۔ وہ بھی نیکی کی قدر و قیمت اور بدی کے نقصانات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس قدر مذہبی تعلیمات اور ان کے پرچارکوں اور مبلغوں کی موجودگی میں دن بدن بدی کا افشا اور نیکی کا فقدان کیوں معرضِ وجود میں آ رہا ہے؟ بعض مقررین نے اس بات کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ یہ سائنسی ارتقاء کا دور ہے۔ اور عقل انسانی بہت پختہ ہو چکی ہے۔ اس لئے حقیقی نیکی بھی سائنٹیفک اصولوں کو اپنا کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ میں اس میں صرف اس قدر اضافہ کرتا ہوں کہ روحانی سائنس الگ حقیقت ہے اور مادی سائنس الگ۔ مادی سائنس کے ذریعہ سے ہم زیادہ سے زیادہ اس حد تک پہنچ سکتے ہیں کہ اس عالم کائنات کا کوئی خالق و قدیر خدا ہونا چاہیئے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے کسی قسم کی سچی معرفت ہمیں مادی سائنس نہیں دے سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج مادی سائنس اپنے پورے عروج پر ہے لیکن انسان کے اندر سے اخلاقی اور روحانی قدریں کمزور سے کمزور تر ہو رہی ہیں۔ بلکہ جس تیزی اور سرعت کے ساتھ انسان مادی اعتبار سے چاند اور ستاروں کی دنیا کو پا رہا ہے اسی نسبت سے انسانیت کو کھو رہا ہے۔ اور آج کا مادی انسان غیر ذوی العقول حیوانوں کی سی بے قید زندگی بسر کرنے کو تہذیب جدید قرار دیتا ہے۔ اور اس مادہ پرست سائنس کا یہ بہت بڑا کمال سمجھا جاتا ہے کہ اس نے بڑی تحقیق و تدقیق سے انسان کو بندر کی نسل قرار دے دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روحانی سائنس ایک الگ حقیقت ہے اور مادی سائنس الگ حقیقت۔ تاہم ان کے مابین نسبتِ تضاد و منافات نہیں پائی جاتی، بلکہ ایسے ہی جیسے جسم اور روح دو الگ الگ حقیقتیں رکھنے کے باوجود ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ سے روحانی سائنس عالمِ وجود میں آتی ہے۔ اور یہی مقدس ہستیاں معرفتِ الٰہی کا منبع ہو کر بدی کا انسداد کر کے نیکی کو ثبات بخشتی ہیں۔ اور یہ صرف قیل و قال سے بلکہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے نور سے منور ہو کر۔ معجزات اور آسمانی نشانات کے ذریعہ سے۔ بنی نوع انسان کو یقین محکم کی طرف کشاں کشاں لے جاتی ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق جس قدر یقین حاصل ہوگا اسی قدر نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت پیدا ہوگی۔

اس موقعہ پر اس بات کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ مادی سازو سامان ظاہر و باہر ہیں۔ اور اس کے مقابل پر روحانی حقیقتیں وراء الوراء اور لطیف۔ اسی طرح روحانی ذرائع اور وسائل بھی کثافت سے پاک اور لطیف اور غیبی کیفیت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ جیسے ذات باری تعالیٰ، روح انسانی اور ملائکۃ اللہ وغیرھم۔ اس لئے انسان طبعاً مادیت کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو کسی روحانی اور اخلاقی مذہب کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہوتے ہیں۔ مرورِ زمانہ کی وجہ سے آہستہ آہستہ مادی کثافت کی طرف مائل ہو کر اس پر بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔ اور روحانی سائنس کو مادی پیمانوں سے ناپنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور غیر شعوری طور پر مذہب کا نام لے کر مادیت کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ کے بعد پھر اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے کسی مامور و مرسل کو کھڑا کرے اور اپنے تازہ بتازہ کلام سے اپنی ہستی کا ثبوت دے کر دنیا میں حقیقی نیکی کی تخم ریزی کرے۔ تمام آسمانی مذاہب کی تاریخ و تعلیم ہمیں یہی سبق دیتی ہے۔ گیتا میں لکھا ہے۔

"جب جب دھرم کا ناش اور ادھرم کی زیادتی ہوتی ہے تب تب میں اوتار دھارن کیا کرتا ہوں"۔

گویا دنیا میں اچھے چال چلن اور نیکی کا قیام مادہ پرستوں کی سائنسی ترقی سے نہیں بلکہ اوتار یعنی نبی اور رسول ہی ان چیزوں کے حقیقی منبع ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مادی سائنس غیر مفید اور سراسر نقصان دہ ہے۔ بلکہ مفید اور بہت مفید ہے۔ قرآن کریم اسے اپنانے کی پر زور تحریک فرماتا ہے۔ لیکن جس طرح کسی جاندار کے جسم میں سے اس کی روح پرواز کر جاتی ہے اور مادی اعتبار سے اس کے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء بدستور قائم رہتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس روح سے خالی جسم میں بدبو اور تعفن پیدا ہو کر لواحقین کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی سائنس کو چھوڑ کر جو قومیں مادی سائنس کے پیچھے پڑ جاتی ہیں۔ ان کا خاتمہ ایک خطرناک ہلاکت پر ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں اس کی مثال ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم جیسی ہلاکت آفرین سائنسی ایجادات سے دی جا سکتی ہے۔ پس اگر ہم دنیا میں نیکی کا قیام و بقاء دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پُر آشوب دور میں کسی مسیحا صفت ریفارمر اور نبی کی تلاش کرنا چاہیئے۔

مہاتما بدھ سے مرض الموت میں اسی بناء پر یہ سوال کیا گیا تھا کہ جب آپ چلے جائیں گے تو ہماری رہنمائی کون کرے گا۔ جس کا جواب مبارک بدھ نے یہ دیا تھا کہ میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو دنیا میں آیا اور نہ میں آخری ہوں۔ بلکہ ایک عظیم الشان بدھ کی پیشگوئی کی جس کا نام "میتریا" ہوگا جو در حقیقت "مسیحا" کا بگڑا ہوا ہے (رکلیان دھرم) چنانچہ عیسائی حضرات مسیحا کی آمد ثانی کے منتظر بیٹھے ہیں اور مسلمان امام مہدی کے اور ہندو نشکلنک اوتار کے۔ ایک مرتبہ مجھے بدھ گیا دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں حال ہی میں ایک عظیم الشان مندر تبتیوں نے بھی تعمیر کیا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی مورتی جو باقی مورتیوں سے نمایاں تھی اور اسے سونے چاندی سے مزین کیا گیا تھا نصب تھی۔ دریافت کرنے پر بھکشوؤں نے بتایا کہ یہ دور حاضرہ کے بدھ کی مورتی ہے۔ جو پیدا تو ہو چکا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ وہ عنقریب ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس کی شکل و صورت پیشگوئی کے بتائے ہوئے حلیہ سے اندازہ کر کے بنائی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر مذہب و قوم ایک آنے والے کی منتظر

سے انتظار کر رہی ہے۔ بلکہ یہ ایک فطرتی آواز ہے۔ جو انسان کی بدکرداریوں کی انتہا کو دیکھ کر ہر دل سے اٹھ رہی ہے۔

پیارے بھائیو! اور دوستو! وہ مقدس موعود اقوام عالم ظاہر ہو چکا ہے۔ اور اس کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور اسی مقدس نے یہ نعرہ لگایا کہ

ہم وہ پانی ہوں جو اُترا آسماں سے وقت پہ
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

آپ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ ایسے ہی ہمکلام ہوا جیسے وہ پہلے نبیوں اور ماموروں سے ہوتا رہا۔ اور اس مقدس نے ہمیں ایک نور دیا جو نور زمین کے کناروں تک پھیل رہا ہے۔ پس اگر ہم روحانیت کی فتح اور نیکی کا عروج دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اس روحانی سائنسدان کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیئے (آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند پیشگوئیاں بیان کی گئیں جو اس وقت پوری ہو چکی ہیں)

آخر میں بدھ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری نے خاکسار کی تقریر کی تصدیق کی۔ اور بالوضاحت بتایا کہ مہاتما بدھ خدا پرست تھے۔ اور یہ کہ واقعی مہاتما بدھ نے اپنے آخری وقت میں ایک آنے والے بدھ کی خبر دی تھی۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ میں پہلا بدھ نہیں ہوں اور نہ ہی آخری ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب کرام دعا فرماویں کہ دنیا اب اس صداقت کو سمجھ کر ہلاکت سے بچ جائے۔ آمین۔

تعلیم الاسلام مڈل سکول و مدرسہ احمدیہ قادیان میں

تقسیم انعامات کی تقریب

قادیان ۸ فروری۔ آج دس بجے صبح تعلیم الاسلام مڈل سکول و مدرسہ احمدیہ قادیان میں تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی۔ امتحانات میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے طلب کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم و تربیت نے اپنے مبارک ہاتھ سے انعامات دیئے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو تعلیم الاسلام مڈل سکول کے ایک خورد سال طالب علم عزیز مظہر الحق پسر مکرم حافظ سخاوت علی صاحب نے کی۔ اسی طرح ایک اور طالب علم عزیز حمید الدین نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" کے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ عزیزان سفیر احمد و مظفر احمد نے مل کر ایک اور نظم سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ کی رپورٹ سنائی جس میں آپ نے تقسیم ملک سے قبل مدرسہ احمدیہ کی اہمیت اور میدانِ تبلیغ میں اس درسگاہ کی نمایاں خدمات کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ تقسیم ملک کے بعد خاص حالات میں اس درسگاہ میں آنے والے طلباء کی تعداد میں حد درجہ کمی آ گئی۔ بایں ہمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ممکن ذرائع کو عمل میں لاتے ہوئے اس تسلسل کو قائم رکھا۔ حتیٰ کہ دو سال سے باقاعدہ طور پر مولوی فاضل کلاس بھی جاری ہے۔ آپ نے بتایا کہ زمانہ درویشی میں اب تک اس درسگاہ سے استفادہ کے ساتھ چھ نوجوان پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر چکے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ میں طلباء کو تقریروں کی مشق کے علاوہ بعض طلباء نے بعض انشا پردازی کے مقابلوں میں بھی حصہ لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔ رپورٹ میں مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے حافظ کلاس کے اجراء اور اس رنگ میں کلام اللہ کی خدمت و حفاظت کے منظم طور پر بہرہ مند ہونے کا ذکر کیا۔ آپ نے مدرسہ کی بلڈنگ کی درستی طلباء کے جنرل نالج میں اضافہ کے لئے بعض ضروری اخبارات و رسائل کے جاری کرنے کی ضرورت کا بھی اظہار کیا۔

دوسرے نمبر پر محترم جناب سید عبدالحی صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام مڈل سکول نے اپنے سکول کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے مختصر طور پر بچوں کی خاطر خواہ تعلیم کی اہمیت کو واضح کیا اور اس سلسلہ میں بعض ممالک میں رائج مفید طریقہ جات تعلیم پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی پیشگوئی اور بعض سلف صالحین کے کشوف سے ثابت ہے کہ ہندوستان میں احمدیت کا مستقبل بفضلہ تعالیٰ بہت روشن ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو اس کے مطابق ہی جماعت کے نونہالوں کی تعلیم کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ گذشتہ دو سال سے ہمارے سکول کے طلباء بورڈ کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ چنانچہ سالانہ نتائج بالترتیب ۸۳ اور ۹۰ فیصد رہے۔

ہر دو رپورٹوں کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے ہر دو درسگاہوں کے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے۔ انعام حاصل کرنے والے طالب علموں نے جماعتی روایات کے مطابق آگے بڑھ کر صاحبزادہ صاحب سے انعام حاصل کیا۔ انعامات حاصل کرنے والوں میں بعض غیر مسلم طلباء بھی تھے۔ جو تعلیم الاسلام مڈل سکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

تقسیم انعامات کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرماتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ کہ ابتدائے زمانہ درویشی کے مقابل پر اب بفضلہ تعالیٰ احمدیہ محلہ میں نوعمر بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور اس کے مطابق سلسلہ کی طرف سے اپنے ممکن ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے جماعت کی طرف سے بچوں کی خاطر خواہ تعلیم کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ آپ نے ہر دو ہیڈ ماسٹر صاحبان کو یقین دلایا کہ سکول کی بلڈنگ کی درستی اور ان کی پیش آمدہ ضروریات کو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ترقی یافتہ ممالک میں تعلیم کے رائج وسیع انتظامات کے ذکر پر محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ان ذرائع کے افادی پہلو سے انکار نہیں مگر سوال تو جماعت کے محدود ذرائع کا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ انہیں حالات میں زیادہ کوشش اور محنت کے ساتھ ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں
(باقی کالم ۲ پر)

ڈھٹ میں۔ اساتذہ کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے انہیں تلقین کی کہ وہ اپنے طلباء کو اس طرح پڑھائیں کہ گویا وہ ان کے اپنے بچے ہوں۔ ایسا جذبہ جہاں ان کی اپنی عزت منزلت کو بڑھانے کا موجب ہے وہاں نتیجۃً آئندہ آنے والی نسل کو بھی صحیح رستوں پر گامزن کرنے کا باعث ہے۔ بالآخر محترم صاحبزادہ صاحب نے دعا فرمائی اور یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

درخواست دعا

ربوہ میں میرے چھوٹے بھائی عزیزم مبارک احمد شاہد کی تقریب شادی مورخہ ۱۲/۲/۶۱ کو عمل میں آ چکی ہے۔ احباب اسکے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ اور جانبین کے لئے بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۔

قاضی عبدالحمید درویش قادیان

چندوں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات

نظارت بیت المال میں بعض دفعہ ایسی چٹھیاں ملتی ہیں کہ جن سے خیال ہوتا ہے کہ بعض جماعتوں کے عہدیداران کو چندوں کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کا علم ہی نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عہدیدار اپنی جماعتوں کو کماحقہٗ قربانیوں پر آمادہ کرنے کے لئے مناسب جدوجہد نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چندوں کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض اہم ارشادات سے عہدیداران و افراد جماعت کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کے مطابق عمل پیرا ہو کر مالی قربانیوں کے لحاظ سے کام معیاری ہو سکے۔ یہ ہدایات حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء کے موقعہ پر ارشاد فرمائی تھیں۔ ان سے باقی تمام تفصیل ہدایات کی رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:-

"یہ کہنا کہ اخراجات زیادہ ہیں جس قدر آمد ہو سکتی ہے اسی میں پورے کرنے چاہئیں۔ یہ ان قوموں کا اصول ہے۔ جو یہ کہتی ہیں کہ ہمیں زندہ رہنا ہے زندہ رہنے کی خاطر۔ لیکن جس قوم کا یہ دعویٰ ہو کہ اسے مرنا ہے دنیا کو زندگی دینے کے لئے۔ اس کی طرف سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کی طرف سے صرف یہ سوال ہو سکتا ہے کہ دنیا کو زندہ رکھنے کے لئے فلاں کام کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ضرورت ہے تو وہ قوم یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس کام کو کرتے ہوئے چونکہ ہمیں مرنا پڑتا ہے۔ اس لئے یہ کام نہیں ہو سکتا . . . .

. . . .

. . . . پس دنیا کی کوششیں یہی آمد و خرچ کے متعلق جو دلائل دیئے جاتے ہیں وہ یہاں نہیں چل سکتے۔ ان کی حکومتوں کے قیام کا باعث اور ہے اور ہمارے سلسلہ کے قیام کا باعث اور۔ ہمیں ان اصول پر باتیں کرنی چاہئیں جن کو قائم کرنے کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں"۔

طاقت کے مطابق کام کرنے کا مطلب

"بے شک خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق کام کرو۔ مگر طاقت کی تعریف وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ لا یکلف اللّٰہ نفسًا اِلّا وسعھا۔ مگر اس کی تعریف کیا کی ہے کہ خدا تو یہ کہتا ہوا مدینہ کے چند بے سر و سامان انسانوں کو بدر کے میدان میں لے جاتا ہے۔ جہاں دشمن کی طاقت ان کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ کہ مسلمانوں کی طاقت کو اس کے مقابلہ میں کوئی نسبت بھی نہ تھی اس وقت جنہوں نے کہا کہ اس جنگ میں شرکت تو صریح موت ہے۔ ان کو منافق قرار دیا گیا۔ اور اسلام کے دشمن ٹھہرایا گیا۔ پس اگر لا یکلف اللّٰہ کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی راہ میں مرنے سے بچو۔ تو جنگ بدر میں نہ جانے والے منافق نہیں بلکہ مومن سمجھے جائیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں منافق قرار دیا۔ غرض خدا تعالیٰ نے بے شک یہ فرمایا ہے کہ اپنی طاقت کا خیال رکھو مگر اسی حد کے اندر جو خدا تعالیٰ نے مقرر کی ہے نہ وہ جو تمہارے نفس کی موٹائی نے قرار دی ہے"۔

یہ ہے وہ نکتہ جس کو ذہن نشین کرنے کے بغیر کوئی جماعت کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ مومنوں کے لئے چندوں کی حدبندی یہ ہے کہ:-

ان اللّٰہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ط یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون ویقتلون وعدًا علیہ حقًا فی التورٰۃ والانجیل والقراٰن ط ومن اوفٰی بعھدہٖ من اللّٰہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ ط وذالک ھو الفوز العظیم ط

ترجمہ:- "اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو (اس وعدہ کے ساتھ) خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (کیونکہ) وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ پس (یا تو وہ) اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اس پر (یعنی خدا تعالیٰ پر) لازم ہے اور تورات اور انجیل (میں بھی بیان کیا گیا ہے) اور قرآن میں (بھی) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے۔ پس (اے مومنو) اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ۔ جو تم نے کیا ہے۔ اور یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کا مومنوں کو وعدہ دیا گیا) ہے" (تفسیر صغیر)

اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی کوئی حدبندی نہیں۔ موقعہ اور محل کے لحاظ سے مومنوں سے زیادہ سے زیادہ قربانی کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انہیں ہدایت کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے مالوں کی آخری پائی تک بھی امام وقت کے حکم پر دے دیں۔ اور بیعت کے بعد کسی قربانی سے جی چرانے کا حق نہیں رہتا۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کا جواب ان لوگوں کے لئے جو مالی قربانیوں کے متعلق بعض دفعہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ آخر چندوں کی بھی تو کوئی حد ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے مامور کے نزدیک یہ حد مال کا آخری پائی تک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لا یکلف اللّٰہ نفسًا اِلّا وسعھا تو اس امر کا فیصلہ کرنا کہ فلاں موقعہ پر فلاں فلاں مومنوں سے کس حد تک مال کا مطالبہ کیا جائے۔ یہ امام وقت کا کام ہے جس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ہو۔ جماعت احمدیہ سے تو ابھی بہت چھوٹی چھوٹی قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تھوڑا تھوڑا سا دینے اور تھوڑا سا ال۔ ابھی تو آپ کو بڑی قربانیوں کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ اصل امتحانوں کی تو ابھی آپ نے جھلک بھی نہیں دیکھی۔ جن میں کامیابی کے ساتھ گذرنے کے بغیر نہ پہلے ہی کوئی قوم سرخرو ہوئی تھی اور نہ ان کے بغیر جماعت احمدیہ اس غرض کو پورا کر سکے گی جس کے لئے یہ جماعت کھڑی کی گئی ہے۔

پس اگر ادنےٰ ادنےٰ قربانیوں کے متعلق ہم یہ کہنا شروع کر دیں کہ چندوں کی کوئی حد ہونی چاہیئے تو اصل اور بڑی قربانیوں پر جن کے بغیر کامیابی محال ہے ہم اپنے آپ کو کس طرح آمادہ کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ قربانیوں کی توفیق دے اور اپنی رضا کی راہ پر گامزن رکھے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

احباب ۲۹ر رمضان نوٹ فرمائیں

بدر کی گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ۳۱ر مارچ تک تحریک جدید کے موجودہ مالی سال (۲۷ ۱/۲) کے وعدے سو فی صدی ادا کرنے والے احباب کی فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں بغرض دعا بھجوائی جائے گی۔

لیکن چونکہ رمضان کا مہینہ بہت سی آسمانی برکتوں کا حامل ہوتا ہے اور اس ماہ میں مومنین کے قلوب خاص روحانی کیف میں ہوتے ہیں۔ اور دلوں میں گداز اور قربانی و ایثار کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ رمضان میں بہت سے احباب دوسری روحانی لوٹ کے ساتھ یہ نیکی بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ اپنے سال رواں کے وعدے سو فیصد ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

اس لئے ۳۱ر مارچ سے پہلے بھی ایک فہرست ایسے مخلصین کی حضور انور کی خدمت میں بغرض دعا بھیجی جائے گی۔ جو ۲۹ر رمضان المبارک تک اپنا سو فیصد وعدہ ادا فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

وعدہ جات چندہ وقف جدید

دفتر ھذا کی طرف سے جملہ جماعتوں کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نئے سال کے وقف جدید کے پیغام کے ساتھ فارم وعدہ جات چندہ وقف جدید بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں اور احباب کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے جملہ صدر صاحبان اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد وعدہ جات حاصل کر کے ارسال فرما دیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد اس تحریک میں حصہ لینے کے ثواب سے محروم نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواست دعا:- (۱) خاکسار پندرہ روز سے جانڈس (Jaundice) کے مرض میں مبتلا ہے۔ ڈاکٹری علاج ہو رہا ہے مالی حالت بھی خراب ہے مقروض ہوں عیالدار ہوں۔ احباب جماعت و درویشان کرام و بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے کہ خاکسار کی کامل شفایابی اور فراخی رزق کیلئے دعا فرمائیں خاکسار محمد علی شاہ احمدی بھدرک (اڑیسہ)۔

خبریں

آکرہ ۲۰ر فروری۔ گھانا کے صدر ڈاکٹر نکرومہ نے کل ایک بڑے بھاری پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا۔ کہ انہیں یہ اطلاع ملی ہے کہ کانگو کے پہلے وزیر مسٹر لوممبا آج سے ایک ماہ پیشتر اس وقت گولی مار کر ہلاک کیا گیا جبکہ وہ عبادت کرنے کے لئے جھکے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر نکرومہ نے یہ بھی بتایا۔ کہ انہیں یہ اطلاع چند گھنٹے پیشتر ہی ملی ہے۔ جس کے مطابق مسٹر لوممبا اور ان کے دونوں ساتھیوں کو ۸ار جنوری کو کاٹنگا جیل میں اُن کی کوٹھڑیوں سے باہر نکالا گیا اور انہیں کہا گیا کہ اُن کا آخری وقت قریب آ پہنچا ہے۔ وہ خدا سے دعا کرلیں۔ چنانچہ جونہی مسٹر لوممبا اور اُن کے ساتھی جھکے تو ایک بلجئین آفیسر نے ایک افریقی سپاہی کو ان پر گولی چلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس سپاہی نے مسٹر لوممبا کے دونوں ساتھیوں کو گولی مار کر ڈھیر کر دیا۔ مگر جب لوممبا کی باری آئی۔ تو اس سپاہی نے گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس وقت اس بلجیئن افسر نے اپنے ریوالور سے گولی چلا کر مسٹر لوممبا کو ختم کر دیا۔ جس وقت ڈاکٹر نکرومہ نے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو روس کے صدر مسٹر بریژنیف اُن کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ڈاکٹر نکرومہ نے یہ واقعہ عقرہ سے چالیس میل دور ایک نئے انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کے سلسلہ میں منعقدہ تقریب میں کیا۔ مگر آپ نے اپنی اطلاع کا ماخذ نہیں بتایا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کاٹنگا سرکار نے ۱۳ر فروری کو یہ اعلان کیا تھا۔ کہ مسٹر لوممبا اپنے دو ساتھیوں سمیت جیل سے بھاگ جانے کے بعد دیہاتیوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ انہیں ۱۸ر جنوری کو تھائس ول جیل سے صوبہ کاٹنگا میں منتقل کیا گیا ہے۔

لیوپولڈ ول ۲۰ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگو کے صوبہ کاٹنگا کے صدر مسٹر شومبے نے مقتول وزیر اعظم مسٹر لوممبا کی لاش دینے سے پھر انکار کر دیا ہے۔ اور اتحادی فوجی کمان کی دوسری درخواست بھی رد کر دی ہے۔

فیروزپور ۲۰ر فروری۔ پنجاب کے ڈپٹی وزیر پبلک ورکس شری نرنجن سنگھ طالب نے ایک انٹرویو کے دوران میں بتایا کہ پنجاب سرکار نے مرکز سے سفارش کی ہے کہ وہ پنجاب کے لئے ہندو وراثت ایکٹ میں ترمیم کردے۔ ایکٹ میں ترمیم کرنے کے سلئے گیانی کرتار سنگھ وزیر زراعت کی صدارت میں جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس نے سفارش کی ہے کہ پنجاب میں کسی بھی لڑکی کو شادی کے بعد باپ کی جائداد سے حصہ نہ دیا جائے۔ البتہ وہ لڑکیاں باپ کی جائداد میں حصہ دار ہیں جن کی شادی نہ ہوئی ہو۔ یا بیوہ ہو جائیں۔ شری طالب نے بتایا کہ پنجاب سرکار نے یہ سفارش منظور کر لی ہے اور مرکزی سرکار کو لکھا ہے کہ وہ ایکٹ میں اس مطلب کی ترمیم کردے۔

چنڈی گڑھ ۲۰ر فروری۔ پنجاب کے محکمہ منتری شری کیرون نے آج اسمبلی میں بتایا کہ صوبہ میں بھیک مانگنے پر پابندی لگانے کی تجویز پنجاب سرکار کے زیر غور ہے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر دوسرے صوبوں سے اس سلسلہ میں امداد و شمار جمع کر رہا ہے۔

نیویارک ۲۰ر فروری۔ آج رات سکیورٹی کونسل کانگو کے مسئلہ پر بحث کے دوران متحدہ عرب ری پبلک۔ لنکا اور لائبیریا کی طرف سے ریزولیوشن پیش کیا جا رہا ہے۔ اس میں مانگ کی گئی ہے کہ اتحادی سبھا کانگو میں خانہ جنگی روکنے کے لئے طاقت استعمال کرے۔ بتایا گیا ہے کہ امریکہ اس میں ایک ترمیم پیش کرے گا جس کا مقصد مسٹر ہیمر شولڈ پر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا ہے۔ روس کو ترمیم سمیت ریزولیوشن منظور کرنا پڑے گا۔ یا اسے ویٹو کرنا ہوگا۔ چونکہ روس نے مسٹر ہیمرشولڈ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے وہ مسٹر ہیمرشولڈ پر اعتماد کا اظہار نہ کرے گا۔ اگر روس نے ریزولیوشن کو ویٹو کر دیا۔ تو کانگو کے مسئلہ پر غور کے لئے جنرل اسمبلی کا خاص اجلاس بلایا جائے گا۔

نئی دہلی ۲۰ر فروری۔ ہندوستانی ہائی کمشنر متعینہ لندن شریمتی وجے لکشمی پنڈت آئندہ ماہ مئی میں اپنے عہدے سے الگ ہو کر بھارت لوٹ رہی ہیں۔ آپ ۱۹۵۴ء سے اس عہدے پر فائز ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت سرکار نے شریمتی پنڈت کی یہ درخواست منظور کر لی ہے۔ کہ اُنہیں اب ریٹائر کر دیا جائے۔

کراچی ۲۰ر فروری۔ پاکستان کے وزیر خارجہ جب اگلے ماہ کے اختتام پر امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر ڈین رسک سے ملیں گے تو ان کے ساتھ منجملہ دیگر باتوں کے کشمیر کے جھگڑے اور ہندوستان کی طرف سے ایٹمی اسلحہ کی تیاری پر بھی تبادلہ خیالات کریں گے۔ مسٹر منظور قادر یہ امور اس وقت اٹھائیں گے جب وہ ۲۸ر مارچ کو سیٹو اجلاس کے موقعہ پر امریکہ کے وزیر خارجہ سے ملاقات کریں گے۔ مسٹر منظور قادر نے پچھلے ہفتہ ایک بیان کے دوران میں کہا تھا کہ اگر ہندوستان نے ایٹمی ہتھیار بنانے شروع کر دیئے تو دنیا کے اس خطے میں طاقت کا توازن درہم برہم ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ انتباہ بھی دیا تھا کہ اس حالت میں پاکستان کو بھی ایٹمی ہتھیار حاصل کرنے کے ذرائع ڈھونڈنے پڑیں گے۔ تاکہ وہ ہندوستان کا مقابلہ کر سکے۔

قابل مطالعہ کتب برائے فروخت

مندرجہ ذیل قابل مطالعہ کتب شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے نقد قیمت پر یا بذریعہ وی پی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

۱۔ قرآن کریم مع ترجمہ انگریزی نہایت عمدہ ٹائپ اور باریک کاغذ پر حمائل شریف کے سائز پر شائع شدہ ہے۔ ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ ہدیہ -/۱۰ روپے

۲۔ تفسیر صغیر۔ بامحاورہ اردو میں تفسیر حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی۔ ہدیہ -/۱۸ روپے۔

۳۔ المبشرات۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض رویا و کشوف پر مشتمل کتاب جو نہایت واضح اور روشن طور سے پورے ہوئے۔ قیمت -/۵ روپے

۴۔ دعوۃ الامیر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ معرکۃ الآرا تبلیغی پیغام جو بزبان فارسی امیر امان اللہ خان والئی افغانستان کو تحریر فرمایا۔ یہ اس کا اردو ایڈیشن ہے۔ اور تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین چیز ہے۔ قیمت ۵۰-۲ روپے

۵۔ احمدیت یا حقیقی اسلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ ایمان افروز لیکچر جو حضور نے لندن میں فرمایا۔ اور ہر مسلم و غیر مسلم نے بہت پسند کیا۔ قیمت -/۵ روپے

۶۔ لائف آف محمدؐ انگریزی میں حیات طیبہ پر ایک عمدہ کتاب) قیمت -/۳ "

۷۔ مخزن المعارف۔ یہ تفسیر کبیر کا خلاصہ ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر میر میں الدین صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے جس کی تقریب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور احباب کو اس کے پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے قیمت ۲۵-۱۷ روپے

۸۔ تاریخ احمدیت حصہ اول و دوم قیمت -/۹ ۹۔ تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رقم فرمودہ تفسیر سورۃ الفرقان اور الشعراء پر مشتمل ہے۔ ہدیہ -/۱۰ روپے